

دُرِّ مُشَیْن

حضرت مرزا غلام احمد قادریانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

کا

پُرمعارف اُردو منظوم کلام

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

حضرور نے نوجوان نسل کو یہ نصیحت فرمائی کہ
”وہ اپنے علم کو ان دلائل کے ساتھ پختہ بنائیں۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بالخصوص درشین کو
کثرت سے پڑھیں۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۰ کتوبر ۱۹۷۰ء)

فہرست

عنوان	پہلا مصرع
۱ نصرتِ الٰہی	خُدا کے پاک لوگوں کو خُدا سے صرفت آتی ہے
۲ دعوتِ فکر	یارو! خودی سے باز بھی آؤ گے یانہیں
۳ فضائلِ قرآنِ مجید	جمال و حُسنِ قرآن نورِ جانِ ہر مسلمان ہے
۴ عیسائیوں سے خطاب	آؤ عیسائیو! ادھر آؤ!
۵ اوصافِ قرآنِ مجید	نورِ فرقان ہے جو سب نوروں سے اجلی نکلا
۶ حمدِ رب العالمین	کس قدر طاہر ہے نور اُس مبداء الانوار کا
۷ سراء خام	دنیا کی حرث و آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
۸ وید	اُن کوسودا ہوا ہے ویدوں کا
۹ وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام	کیوں نہیں لوگو! تمہیں حق کا خیال
۱۰ علاماتِ المقرّین	خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
۱۱ قادرِ مطلق کے حضور	اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا
۱۲ اسلام اور آخرت ﷺ عشق	ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
۱۳ چولہ بابا ناک	یہی پاک چولا ہے سکھوں کا تاج
۱۴ تاثیرِ صداقت	واہ رے زورِ صداقت خوب دکھلایا اثر

	عنوان	پہلا مصرع
۳۹	حمد شنا اسی کو جو ذات جاودا نی	۱۵ محمود کی آمین
۷۲	خدا تعالیٰ کا شکر اور دعا بزبان ہے عجب میرے خدامیرے پر احسان تیرا	۱۶ حضرت امّاں جان
۵۱	اے دوستو جو پڑھتے ہو اُمُّ الکتاب کو	۷۱ اُمُّ الکتاب
۵۲	آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے	۱۸ معرفت حق
۵۳	خدا یا میرے پیارے خدا یا بیشراحمد۔ شریف احمد اور	۱۹ مبارکہ کی آمین
۶۶	زندگی بخش جامِ احمد ہے	۲۰ شانِ احمد عربی ﷺ
۶۷	اشاعتِ دین بزوی شمشیر حرام ہے اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال	۲۱
۷۱	کبھی صُرت نہیں ملتی درموحی سے گندوں کو	۲۲ تعلق باللہ
۷۲	کیوں نہیں لوگ تو تمہیں حق کا خیال	۲۳ جوشِ صداقت
۷۳	نامِ اس کا نیمِ دعوت ہے	۲۴ نسیمِ دعوت
۷۴	اے آریہ سماج پھنسومت عذاب میں	۲۵ آریوں کو دعوت حق
۷۶	سو نے والو! جلد جا گوئی نہ وقتِ خواب ہے	۲۶ پیشگوئی زلزلہ عظیمہ
۷۷	دوستو! جا گوکہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے	۲۷ انذار
۷۸	آریوں پر ہے صد ہزار افسوس	۲۸ قادیانی کے آریہ
۷۹	اسلام سے نہ بھاگو را ہدیٰ یہی ہے	۲۹ شانِ اسلام
۱۰۰	عزیزی وادوستو! بھائیو! سنوبات	۳۰ آریوں سے خطاب
۱۰۳	کیوں نہیں لوگ تو تمہیں حق کا خیال	۳۱ غیرتِ اسلامی کو اپیل

عنوان

پہلا مصروع

۱۰۳	کیا تضرع اور توبہ سے نہیں ملتا عذاب	۳۲	توبہ سے عذاب مل جاتا ہے
۱۰۵	اللہ تعالیٰ کو خاکساری پسند ہے الی بخش کے کیسے تھے یہ تیر	۳۳	
۱۰۶	نشان کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا	۳۴	اممام جنت
۱۰۸	پھر چل آتے ہیں یا روز نزلہ آنے کے دن	۳۵	انذار و تبیشر
۱۱۲	صالح زادہ میرزا مبارک احمد مبارک کوئی نے ستایا نہیں	۳۶	صاحبزادہ میرزا مبارک احمد
			کے متعلق
۱۱۳	جگر کا گلزار مبارک احمد جو پاک شکل اور پاک نو تھا	۳۷	لوح مزار میرزا مبارک احمد
۱۱۴	ہے شکرِ رب عزوجل خارج از بیان	۳۸	محاسن قرآن کریم
۱۲۲	آنے خدا اے کار ساز و عیب پوش و کردگار	۳۹	مناجات اور تبلیغِ حق
۱۷۶	وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو	۴۰	درسِ توحید
۱۷۷	یہ شانِ نزلہ جو ہو چکا منگل کے دن	۴۱	پیشگوئی بحقِ عظیم
۱۸۰	اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے	۴۲	بدُونی سے بچو
۱۸۱	اک نہ اک دن پیش ہو گا تو فنا کے سامنے	۴۳	ہجومِ مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق
۱۸۲		۴۴	متفرق اشعار
۱۸۷		۴۵	الہامی اشعار
۱۸۹		۴۶	الہامی مصروع



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اُس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدد عاہدی ہے

نصرتِ الٰہی

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
 جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
 وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس رہ کو اڑاتی ہے
 وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
 کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پر پڑتی ہے
 کبھی ہو کر وہ پانی ان پر اک طوفان لاتی ہے
 غرض رکنے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
 بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے



دعوتِ فکر

یارو! خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
 خواہی پا ک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
 باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟
 حق کی طرف رجوع بھی لاو گے یا نہیں؟
 کب تک رہو گے ضم و تعصّب میں ڈوبتے؟
 آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟
 کیونکر کرو گے رُد جو محقق ہے ایک بات؟
 کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں؟
 پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

پچ سچ کہو، اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب!



فضائلِ قرآنِ مجید

جمال و حُسْنِ قرآن نورِ جانِ ہر مُسلمان ہے
 قمر ہے چاند اور وہ کا، ہمارا چاند قرآن ہے
 نظیر اُس کی نہیں جنتی نظر میں فکر کر دیکھا
 بھلا کیونکر نہ ہو کیتا کلامِ پاک رحمان ہے
 بہارِ جاوداں پیدا ہے اُس کی ہر عبارت میں
 نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اُس ساکوئی بُتناں ہے
 کلامِ پاکِ یَزِداد کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
 اگر لُوٹوئے عُنمیں ہے وگر لعل بدخشان ہے
 خدا کے قول سے قولِ بشر کیوں کر برابر ہو
 وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے
 ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ علمی
 سخن میں اُس کے ہمتانی، کہاں مقدورِ انسان ہے
 بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
 تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پر آسان ہے

ارے لوگو! کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لواب بھی اگر کچھ بُئے ایماں ہے
خُدا سے غیر کو ہتانا سخت کفرال ہے
خدا سے کچھ ڈریو یارو، یہ کیسا کذب و ہتائ ہے؟
اگر اقرار ہے تم کو خُدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پہاں ہے؟
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے؟
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزاداں ہے
ہمیں کچھ لکیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہو وے دل و جاں اُس پر قرباں ہے



عیسائیوں سے خطاب

آؤ عیسائیو! ادھر آؤ! نورِ حق دیکھو! راہِ حق پاؤ!
 جس قدر خوبیاں ہیں فرقاں میں کہیں انجلیل میں تو دکھلاو!
 سر پر خالق ہے اُس کو یاد کرو
یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ!
 کب تک جھوٹ سے کرو گے پیار
کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ!
 کچھ تو لوغو! خدا سے شرماؤ!
عیشِ دُنیا سدا نہیں پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو
اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دل
کیوں نہیں تم کو دینِ حق کا خیال
کیوں نہیں دیکھتے طریقِ صواب?
 اس قدر کیوں ہے کہیں و استکبار?
 تم نے حق کو بھلا دیا ہئیہات
آئے عزیزو! سُنو کہ بے قرآن
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں

ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر دلبر
 جس کا ہے نام قادرِ اکبر
 کوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے
 دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے
 اُس کے او صاف کیا کروں میں بیاں
 وہ تو چکا ہے تیرِ اکبر
 وہ ہمیں دلستان تک لایا
 بھرِ حکمت ہے وہ کلام تمام
 بات جب اُس کی یاد آتی ہے
 سینہ میں نقشِ حق جاتی ہے
 دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک
 ہم نے پایا خورِ حدیٰ وہی ایک
 اُس کے منکر جو بات کہتے ہیں
 بات جب ہو کہ میرے پاس آؤں
 مجھ سے اُس دلستان کا حال سُنیں
 آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی
 نہ سہی یوں ہی امتحان سہی

اوصافِ قرآن مجید

نورِ فرقان ہے جو سب نوروں سے اُجلا نکلا
 پاک وہ جس سے یہ آنوار کا دریا نکلا
 حق کی توحید کا مرjhہ ہی چلا تھا پودا
 ناگہاں غیب سے یہ چشمہِ اصْفَی نکلا
 یا الٰہی! تیرا فرقان ہے کہ اک عالم ہے
 جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
 سب جہاں چھان پکے ساری دُکانیں دیکھیں
 مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
 کس سے اُس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشییہ
 وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں کیتا نکلا
 پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
 پہلے سمجھے تھے کہ مُوسیٰ کا عاصا ہے فرقان
 ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
 ایسا چکا ہے کہ صد نَسِيرِ بَيْضا نکلا
 زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
 جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمی نکلا

جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں
 جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پُتلا نکلا



حمد رب العالمین

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدع الانوار کا
 بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
 چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے گل ہو گیا
 کیونکہ پچھ کچھ تھانشان اُس میں جمال یار کا
 اُس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
 مت کرو پچھ ذکر ہم سے ٹوک یا تاتار کا
 ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
 جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
 پتشتم خورشید میں موجود ہیں
 ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چکار کا
 تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑ کا نمک
 اُس سے ہے شورِ محبت عاشقان زار کا
 کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
 کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا
 تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
 کس سے کھل سکتا ہے تیج اس عقدہ دشوار کا
 ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس ترے گلزار کا
 ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خدار کا
 ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا
 آنکھ کے انڈھوں کو حائل ہو گئے سوچاب

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبر اک تنخ تیز جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم آغیار کا
 تیرے ملنے کے لئے ہمل گئے ہیں خاک میں تا مگر درماں ہو کچھ اس بھر کے آزار کا
 ایک دم بھی گل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا
 شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
 خون نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا



alislam.org/urdu

سرائے خام

دنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
 نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں
 زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں
 ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مرہی جاتے ہیں
 جب اپنے دلبروں کونہ جلدی سے پاتے ہیں
 کیا کیا نہ ان کے ہجر میں آنسو بہاتے ہیں
 پر ان کو اُس سجن کی طرف کچھ نظر نہیں
 آنکھیں نہیں ہیں کان نہیں دل میں ڈر نہیں
 ان کے طریق وَ حرم میں گولا کھ ہو فساد
 کیسا ہی ہو عیال کروہ ہے جھوٹ اعتقاد
 پرتب بھی مانتے ہیں اُسی کو بہر سبب
 کیا حال کر دیا ہے تعصباً نے، ہے غضب
 دل میں مگر یہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی
 ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی
 اے غافلاب وفانہ کندایں سرائے خام
 دنیائے دُول نماند و نماند بہ کس مدام



وید

اُن کو سودا ہوا ہے ویدوں کا اُن کا دل بنتا ہے ویدوں کا
آریوا اس قدر کرو کیوں جوش کیا نظر آ گیا ہے ویدوں کا؟
نه کیا ہے نہ کر سکے پیدا سوچ لو یہ خدا ہے ویدوں کا
عقل رکھتے ہو آپ بھی سوچو کیوں بھروسہ کیا ہے ویدوں کا؟
بے خدا کوئی چیز کیونکر ہو یہ سراسر خطا ہے ویدوں کا
ناستک مت کے وید ہیں حامی بس یہی مددعا ہے ویدوں کا
ایسے مذہب کبھی نہیں چلتے
کال سر پر کھڑا ہے ویدوں کا



وفات مسیح ناصری

کیوں نہیں لوگو تھمیں حق کا خیال؟ دل میں اُٹھتا ہے مرے سو سو اُبال
 ابنِ مریم مر گیا حق کی قسم داخل جنت ہوا وہ محترم
 مارتا ہے اُس کو فرقاں سربر اُس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر
 وہ نہیں باہر رہا اموات سے ہو گیا ثابت یہ تمیں آیات سے
 کوئی مُردوں سے کبھی آیا نہیں یہ تو فرقاں نے بھی بتلایا نہیں
 غورگن در آنَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ عہد شُد از کردگار بے چگوں
 موت سے پُختا کوئی دیکھا بھلا؟ آئے عزیزو! سوچ کر دیکھو ذرا
 یہ تو رہنے کا نہیں پیارو مکاں چل بے سب انبیاء و راستاں
 ہاں نہیں پاتا کوئی اس سے نجات یوں ہی باتیں ہیں بنائیں واهیات
 کیوں تھمیں انکار پر اصرار ہے ہے یہ دیں یا سیرت کفار ہے
 برخلافِ نص یہ کیا جوش ہے سوچ کر دیکھو اگر کچھ ہوش ہے
 کیوں بنایا ابنِ مریم کو خدا سُتَّ اللہ سے وہ کیوں باہر رہا
 کیوں بنایا اُس کو باشانِ کبیر غیب دان و خالق و حی و قادر
 مر گئے سب پر وہ مرنے سے بچا اب تک آئی نہیں اس پر فنا

ہے وہی اکثر پرندوں کا خدا اس خدادانی پر تیرے مر جبا
 مولوی صاحب! یہی توحید ہے سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے؟
 کیا یہی توحید حق کا راز تھا؟
 جس پر برسوں سے تمہیں اک ناز تھا
 کیا بشر میں ہے خدائی کا نشان؟
 آلاماں ایسے گماں سے آلاماں!
 ہے تجب آپ کے اس جوش پر فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر
 کیوں نظر آتا نہیں راہِ صواب؟
 پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب
 کیا یہی تعلیم فرقاں ہے بھلا
 کچھ تو آخر چاہیے خوفِ خدا
 مومنوں پر کفر کا کرنا گماں
 ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
 شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
 سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
 دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلین
 خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں
 جان و دل اس راہ پر قربان ہے
 ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا
 کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
 سخت شورے او فتاد اندر زمیں
 رحم گُن بِرَّ خلق اے جاں آفرین

کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
 تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوری

علامات المقربین

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار
 اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟
 اُسے دے چکے مال و جاں بار بار ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
 لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے
 وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے



قادرِ مطلق کے حضور

اک کرشہ اپنی قدرت کا دکھا
 تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الورگی!
 حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام
 اک نشاں دکھلا کہ ہو چجٹ تمام



اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے کوئی دیں دینِ محمد سانہ پایا ہم نے
 کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلانے یہ شر باغِ محمد سے ہی کھایا ہم نے
 ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا نور ہے نور انھو دیکھو سنایا ہم نے
 اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا کوئی دکھلانے اگر حق کو چھپایا ہم نے
 تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
 آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
 یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے
 جل رہے ہیں یہ سچی بغضوں میں اور کینوں میں باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے
 آؤ لوگو! کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے!! لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
 آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

جب سے یہ نور ملانور پیغمبر سے ہمیں ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت اُس سے یہ نور لیا بارِ خدا یا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جامِ لباب ہے پلایا ہم نے
اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
موردِ قهر ہوئے آنکھ میں آغیار کے ہم جب عشق اس کا نہ دل میں بٹھایا ہم نے
زعم میں اُن کے مسیحائی کا دعویٰ میرا افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے
کافر و مُلْحِد و دجال ہمیں کہتے ہیں! نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قدم میرے پیارے احمدؐ تیری خاطر سے یہ سب بارُ اٹھایا ہم نے
تیری الْفَت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ

اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے صفِ ذمّن کو کیا ہم نے بُحْجَت پامال سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے
نورِ دکھلا کے تزا سب کو کیا ملزم و خوار سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے
نقشِ ہستی تری الْفَت سے مٹایا ہم نے اپنا ہر ذرّہ تری را میں اڑایا ہم نے
تیرا مے خانہ جو اک مَرْجِع عالم دیکھا گُم کا گُم منہ سے بَصَد حرص لگایا ہم نے
شانِ حق تیرے شہائی میں نظر آتی ہے تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پلایا ہم نے

چھو کے دامن تراہر دام سے ملتی ہے نجات لاجرم در پر ترے سر کو جھکایا ہم نے
 دلبرا ! مجھ کو قسم ہے تری کیتائی کی آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
 بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش جب سے دل میں یہ تیر نقش جمایا ہم نے
 دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا نور سے تیرے شیاطین کو جلایا ہم نے
 ہم ہوئے خیر اُمّم تجھ سے ہی اے خیر رسول تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
 آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج

شورِ محشر ترے کوچہ میں چایا ہم نے

alislam.org/urdu



چولہ بابا نانک

یہی پاک چولا ہے سکھوں کا تاج
 یہی کابلی مل کے گھر میں ہے آج
 یہی ہے کہ نوروں سے معمور ہے
 جو دور اس سے اُس سے خدا دُور ہے
 یہی جنم ساکھی میں مذکور ہے
 جو انگد سے اس وقت مشہور ہے
 اسی پر وہ آیات ہیں پینات
 کہ جن سے ملے جاودائی حیات
 خدا سے جو تھا ڈرد کا چارہ ساز
 یہ نانک کو خلعت ملا سرفراز
 اسی سے وہ سب راز حق پا گیا
 اسی سے وہ حق کی طرف آ گیا
 ہر اک بد گھر سے چھڑوایا اُسے
 اسی نے بلما سے بچایا اُسے
 ذرا سوچو سکھو! یہ کیا چیز ہے؟
 یہ اُس بھگت کا رہ گیا اک نشان
 گرنخوں میں ہے شک کا اک احتمال
 جو پیچھے سے لکھتے لکھاتے رہے
 خدا جانے کیا کیا بناتے رہے
 گماں ہے کہ نقولوں میں ہو کچھ خطا
 مگر یہ تو محفوظ ہے بالیقین
 اسے سر پر رکھتے تھے اہل صفا
 جو نانک کی مدح و ثناء کرتے تھے

کہ دیکھا نہ ہو جس نے وہ پارسا وہ چولہ کو دیکھے کہ ہے رہنما
 جسے اُس کے مَت کی نہ ہو وے خبر وہ دیکھے اسی چولہ کو اک نظر
 اُسے چوم کر، کرتے رو رو دعا تو ہو جاتا تھا فضل قادر خدا
 اسی کا تو تھا مجرانہ اثر کہ ناںک بچا جس سے وقت خطر
 بچا آگ سے اور بچا آب سے اُسی کے اثر سے، نہ اسباب سے
 ذرا دیکھو انگد کی تحریر کو کہ لکھتا ہے اس ساری تقریر کو
 یہ چولا ہے قدرت کا جلوہ نما

کلامِ خدا اس پر ہے جا بجا

جو شائق ہے ناںک کے درشن کا آج وہ دیکھے اسے، چھوڑ کر کام و کاج
 برس گذرے ہیں چازسو کے قریب یہ ہے نو بہ نو اک کرامت عجیب
 یہ ناںک سے کیوں رہ گیا اک نشاں بھلا اس میں حکمت تھی کیا در نہاں
 یہی تھی کہ اسلام کا ہو گواہ
 بتا دے وہ پچھلوں کو ناںک کی راہ

خدا سے یہ تھا فضل اُس مرد پر ہوا اُس کے دردوں کا اک چارہ گر
 یہ مخفی امانت ہے کرتار کی یہ تھی اک کلید اُس کے اسرار کی
 محبت میں صادق وہی ہوتے ہیں کہ اس چولہ کو دیکھ کر روتے ہیں
 سنو ! قصہ قدرتِ ذوالجلال ! سنو مجھ سے اے لوگو ! ناںک کا حال
 وہ تھا آریہ قوم سے نیک ذات خردمند، خوش خو، مبارک صفات

ابھی عمر سے تھوڑے گزرے تھے سال
کہ دل میں پڑا اس کے دیں کا خیال
اسی جستجو میں وہ رہتا مدام
کہ کس راہ سے سچ کو پاؤے تمام
اُسے وید کی رہ نہ آئی پسند
کہ دیکھا بہت ایسکی باتوں میں گند
جو دیکھا کہ یہ ہیں سڑے اور گلے
لگا ہونے دل اس کا اوپر تلے
کہا کیسے ہو یہ خدا کا کلام
ضلالت کی تعلیم، ناپاک کام !
ہوا پھر تو یہ دیکھ کر سخت غم
مگر دل میں رکھتا وہ رنج و آلم
وہ رہتا تھا اس غم سے ہر دم اُداس
زباں بند تھی دل میں سو سو ہراس
یہی فکر کھاتا اسے صح و شام

نہ تھا کوئی ہم راز نے ہم کلام

کبھی باپ کی جب کہ پڑتی نظر وہ کہتا کہ اے میرے پیارے پسر !
میں حیراں ہوں تیرا یہ کیا حال ہے وہ غم کیا ہے جس سے تو پاماں ہے؟
نہ وہ تیری صورت نہ وہ رنگ ہے کہو کس سبب تیرا دل تنگ ہے؟

مجھے سچ بتا کھول کر اپنا حال

کہ کیوں غم میں رہتا ہے اے میرے لال؟

وہ رو دیتا کہہ کر کہ سب خیر ہے مگر دل میں اک خواہش سیر ہے
پھر آخر کو نکلا وہ دیوانہ وار نہ دیکھے بیباں نہ دیکھا پھاڑ
اُتار اپنے موذھوں سے دنیا کا بار طلب میں سفر کر لیا اختیار
خدا کے لئے ہو گیا دردمند تَنَعُّمُ کی راہیں نہ آئیں پسند

طلب میں چلا بے خودو بے حواس خدا کی عنایات کی کر کے آس
 جو پوچھا کسی نے چلے ہو کدھر؟ غرض کیا ہے جس سے کیا یہ سفر؟
 کہا رو کے حق کا طلب گار ہوں شارِ رہ پاکِ کرتار ہوں
 سفر میں وہ رو رو کے کرتا دعا کے اے میرے کرتار مشکل گشا!
 میں عاجز ہوں کچھ بھی نہیں خاک ہوں مگر بندہ درگہ پاک ہوں
 میں قرباں ہوں دل سے تیری راہ کا نشاں دے مجھے مردِ آگاہ کا
 نشاں تیرا پا کر وہیں جاؤں گا جو تیرا ہو وہ اپنا ٹھہراوں گا
 کرم کر کے وہ راہ اپنی بتا کہ جس میں ہوا میرے تیری رضا
 بتایا گیا اُس کو الہام میں

کہ پائے گا تو مجھ کو اسلام میں

مگر مردِ عارف فلاں مرد ہے وہ اسلام کے راہ میں فرد ہے
 ملا تب خدا سے اسے ایک پیر کہ پشتی طریقہ میں تھا دستگیر
 وہ بیعت سے اس کے ہوا فیضیاب سنا شیخ سے ذکر راہِ صواب
 پھر آیا وطن کی طرف اُس کے بعد

ملی پیر کے فیض سے بختِ سعد

کوئی دن تو پرده میں مستور تھا زبان چھپ ٹھی اور سینہ میں نور تھا
 نہماں دل میں تھا درد و سوز و نیاز شرپوں سے چھپ چھپ کے پڑھتا نماز

پھر آخر کو مارا صداقت نے جوش
 تعشق سے جاتے رہے اُس کے ہوش
 ہوا پھر تو حق کے چھپانے سے تنگ
 محبت نے بڑھ بڑھ کے دکھلانے رنگ
 کہا یہ تو مجھ سے ہوا اک گناہ
 کہ پوشیدہ رکھی سچائی کی راہ
 یہ صدق و صفا سے بہت دور تھا
 کہ غیروں کے خوفوں سے دل چور تھا
 تصوّر سے اس بات کے ہو کے زار
 کہا رو کے اے میرے پروردگار !
 ترے نام کا مجھ کو اقرار ہے
 ترے نام غفار و ستار ہے
 بلا رَبِّ تو حَقٌ وَ قُدْسٌ ہے
 مجھے بخش اے خالق العالمین !
 میں تیرا ہوں اے میرے کرتا پاک !
 تیرے در پہ جاں میری قربان ہے
 وہ طافت کہ ملتی ہے ابشار کو
 وہ دے مجھ کو دکھلا کے اسرار کو
 خطاوار ہوں مجھ کو وہ رہ بتا
 کہ حاصل ہوجس رہ سے تیری رضا
 اسی عجز میں تھا تذلل کے ساتھ
 کہ پکڑا خدا کی عنایت نے ہاتھ
 ہوا غیب سے ایک چولہ عیاں
 خدا کا کلام اس پہ تھا بے گماں
 شہادت تھی اسلام کی جا بجا
 کہ سچا وہی دیں ہے اور رہنمَا
 یہ لکھا تھا اُس میں بخیل جلی کہ اللہ ہے اک اور محمدؐ نبی

ہوا حکم پہن اس کو اے نیک مرد! اتر جائیگی اس سے وہ ساری گرد
 جو پوشیدہ رکھنے کی تھی اک خطا
 یہ کفارہ اُس کا ہے اے باوفا!
 یہ ممکن ہے کشفی ہو یہ ماجرا دکھایا گیا ہو بہ حکمِ خدا
 پھر اُس طرز پر یہ بنایا گیا حکمِ خدا پھر لکھایا گیا
 مگر یہ بھی ممکن ہے اے پختہ کار
 کہ خود غیب سے ہو یہ سب کاروبار
 کہ پردے میں قادر کے اسرار ہیں
 ٹو یک قطرہ داری ز عقل و خرد
 اگر بُشنوی قصہ صادقاں محبّیاں سرِ خود چو مُستہزیاں
 تو خود را خردمند فہمیدہ مقامات مرداں گُجا دیدہ
 غرض اُس نے پہنا وہ فرّخ لباس نہ رکھتا تھا مخلوق سے کچھ ہراس
 وہ پھرتا تھا کوچوں میں چولہ کے ساتھ دکھاتا تھا لوگوں کو قدرت کے ہاتھ

کوئی دیکھتا جب اُسے دور سے
 تو ملتی خبر اُس کو اُس نور سے

جسے دور سے وہ نظر آتا تھا اُسے چولہ خود بھید سمجھاتا تھا
 وہ ہر لمحے چولے کو دکھلاتا تھا اسی میں وہ ساری خوشی پاتا تھا
 غرض یہ تھی تا یار خور سند ہو خطا دور ہو پختہ پیوند ہو
 جو عشق اُس ذات کے ہوتے ہیں
 وہ ایسے ہی ڈر ڈر کے جاں کھوتے ہیں

وہ اُس یار کو صدقِ دکھلاتے ہیں اسی غم میں دیوانہ بن جاتے ہیں
 وہ جاں اس کی رہ میں فدا کرتے ہیں وہ ہر لمحہ سو سو طرح مرتے ہیں
 وہ کھوتے ہیں سب کچھ بصدق و صفا
 یہ دیوانگی عشق کا ہے نشاں نہ سمجھے کوئی اس کو جُزو عاشقان
 غرض جوشِ اُلفت سے مجذوب وار یہ ناک نے چولا بنایا شعار
 مگر اس سے راضی ہو وہ دلستان
 خدا کے جو ہیں وہ یہی کرتے ہیں وہ لعنت سے لوگوں کی کب ڈرتے ہیں
 وہ ہو جاتے ہیں سارے دلدار کے نہیں کوئی اُن کا بجز یار کے
 وہ جاں دینے سے بھی نہ گھبراتے ہیں کہ سب کچھ وہ کھو کر اُسے پاتے ہیں
 وہ دلبر کی آواز بن جاتے ہیں وہ اُس جاں کے ہمراز بن جاتے ہیں
 وہ ناداں جو کہتا ہے دَر بند ہے نہ الہام ہے اور نہ پیوند ہے
 نہیں عقل اُس کو نہ کچھ غور ہے اگر وید ہے یا کوئی اور ہے
 یہ سچ ہے کہ جو پاک ہو جاتے ہیں
 خدا سے خدا کی خبر لاتے ہیں

اگر اس طرف سے نہ آوے خبر تو ہو جائے یہ راہ زیر و زبر
 طلب گار ہو جائیں اس کے تباہ وہ مر جائیں دیکھیں اگر بند راہ

مگر کوئی معمشوق ایسا نہیں کہ عاشق سے رکھتا ہو یہ بغض و کبیں

خدا پر تو پھر یہ گماں عیب ہے

کہ وہ راحم و عالم الغیب ہے

اگر وہ نہ بولے تو کیونکر کوئی یقین کر کے جانے کہ ہے مُختَفِی

کوئی اُس کے رہ میں نہیں نامراد وہ کرتا ہے خود اپنے بھگتوں کو یاد

مگر وید کو اس سے انکار ہے کرے کوئی کیا ایسے طومار کو

بلا کر دکھاوے نہ جو یار کو وہ ویدوں کا ایشر ہے یا اک جمر

تو پھر ایسے ویدوں سے حاصل ہی کیا

وہ انکار کرتے ہیں الہام سے یہی سالکوں کا تو تھا مُدّعا

ایسی سے تو کھلتی تھیں آنکھیں ذرا اگر یہ نہیں پھر تو وہ مر گئے

کہ بے سُود جاں کو فدا کر گئے یہ ویدوں کا دعویٰ سنا ہے ابھی

کہ بعد اُن کے ملہم نہ ہو گا کبھی وہ کہتے ہیں یہ کوچہ مسدود ہے

تلash اس کی عارف کو بے سُود ہے وہ غافل ہیں رحمان کے اُس داب سے

کہ رکھتا ہے وہ اپنے احباب سے اگر اُن کو اس رہ سے ہوتی خبر

اگر صدق کا کچھ بھی رکھتے اثر

تو انکار کو جانتے جائے شرم یہ کیا کہہ دیا وید نے ہائے شرم !

نہ جانا کہ الہام ہے کیمیا اسی سے تو ملتا ہے بخ لقاء
 اسی سے تو عارف ہوئے بادہ نوش اسی سے تو آنکھیں کھلیں اور گوش
 یہی ہے کہ نائب ہے دیدار کا
 یہی ایک چشمہ ہے اسرار کا
 اسی سے ملے اُن کو نازک علوم اسی سے تو انکی ہوئی جگ میں دھوم
 خدا پر خدا سے یقین آتا ہے وہ باتوں سے ذات اپنی سمجھاتا ہے
 کوئی یار سے جب لگاتا ہے دل تو باتوں سے لذت اٹھاتا ہے دل
 مگر تو ہے منکر تجھے اس سے کیا کہ دلدار کی بات ہے اک غذا
 تو واقف نہیں اس سے اے بے ہنر ! نہیں تجھ کو اس رہ کی پکھ بھی خبر
 قسم اُس کی ! اُس کی نہیں ہے نظیر وہ ہے مہربان و کریم و قدیر
 جو ہوں دل سے قربان رب جلیل اسی سے تو ناک ہوا کامیاب
 نہ نقصان اٹھاویں نہ ہوویں ذلیل بتایا گیا اس کو الہام میں
 کہ دل سے تھا قربان عالی جناب کہ پائے گا تو مجھ کو اسلام میں
 نہ کر وید کا پاس اے پُغرور!
 یقین ہے کہ ناک تھا ملہم ضرور
 دیا اس کو کرتار نے وہ گیان کہ ویدوں میں اُس کا نہیں پکھنشان
 اکیلا وہ بھاگا ہنودوں کو چھوڑ چلا مکہ کو ہند سے منہ کو موڑ
 گیا خانہ کعبہ کا کرنے طواف
 مسلمان بنا پاک دل بے خلاف

لیا اُس کو فضلِ خدا نے اُٹھا ملی دونوں عالم میں عزت کی جا
 اگر تو بھی چھوڑے یہ ملک ہوا تجھے بھی یہ رُتبہ کرے وہ عطا
 ٹو رکھتا نہیں ایک دم بھی روا جو بیوی اور بچوں سے ہووے جدا
 مگر وہ تو پھرتا تھا دیوانہ وار
 نہ جی کو تھا چین اور نہ دل کو قرار

ہر اک کہتا تھا دیکھ کر اک نظر کہ ہے اُس کی آنکھوں میں کچھ جلوہ گر
 محبت کی تھی سینہ میں اک خلش لئے پھرتی تھی اُس کو دل کی تپش
 کبھی شرق میں اور کبھی غرب میں رہا گھومتا قلق اور کرب میں
 پرندے بھی آرام کر لیتے ہیں مجانیں بھی یہ کام کر لیتے ہیں
 مگر وہ تو اک دم نہ کرتا قرار ادا کر دیا عشق کا کاروبار
 کسی نے یہ پوچھی تھی عاشق سے بات
 وہ نسخہ بتا جس سے جاگے ٹو رات
 کہاں نیند کی ہے دوا سوز و ڈرد
 وہ خود دل نہیں جو کہ ب瑞اں نہیں
 ٹو انکار سے وقت کھوتا ہے کیا؟
 تجھے کیا خبر عشق ہوتا ہے کیا؟
 مگر کون پوچھے بجز عشق باز
 خدا کے لئے، ہے وہی بختیار
 جو بر باد ہونا کرے اختیار

جو اس کے لئے کھوتے ہیں پاتے ہیں جو مرتے ہیں وہ زندہ ہو جاتے ہیں
 وہی وحدۃ لا شریک اور عزیز
 نہیں اُس کی مانند کوئی بھی چیز
 اگر جاں کروں اس کی راہ میں فدا تو پھر بھی نہ ہو شکر اُس کا ادا
 میں چولے کا کرتا ہوں پھر کچھ بیاں کہ ہے یہ پیارا مجھے جیسے جاں
 ذرا جنم ساکھی کو پڑھ اے جواں! کہ انگد نے لکھا ہے اس میں عیاں
 کہ قدرت کے ہاتھوں کے تھے وہ رقم

خدا ہی نے لکھا ہے فضل و کرم وہ کیا ہے یہی ہے کہ اللہ ہے ایک محمد نبی اُس کا پاک اور نیک بغیر اس کے دل کی صفائی نہیں بجز اس کے غم سے رہائی نہیں یہ معیار ہے دیں کی تحقیق کا ذرا سوچو یارو! گر انصاف ہے یہ سب کشمکش اس گھٹری صاف ہے یہ ناک سے کرنے لگے جب جُدا کہا دُور ہو جاؤ تم ہار کے یہ خلعت ہے ہاتھوں سے کرتار کے خدا کا کلام اس پر ہے جلوہ گر بشر سے نہیں تا اُتارے بشر بتا مجھ کو رہ اپنی خود کر کے پیار دعا کی تھی اُس نے کہ اے کردگار!

یہ چولا تھا اُس کی دُعا کا اثر
یہی چھوڑ کر وہ ولی مر گیا
اُسے مردہ کہنا خطا ہے خطا
وہ تن گم ہوا یہ نشان رہ گیا
کہاں ہے محبت کہاں ہے وفا
وفادر عاشق کا ہے یہ نشان
لگاتا ہے آنکھوں سے ہو کر فرا
مگر جس کے دل میں محبت نہیں

یہ قدرت کے ہاتھوں کا تھا سربر
نصیحت تھی مقصد ادا کر گیا
کہ زندوں میں وہ زندہ دل جا ملا
ذرا دیکھ کر اس کو آنسو بہا
پیاروں کا چولا ہوا کیوں بُرا؟
کہ دلبر کا خط دیکھ کر ناگہاں
یہی دیں ہے دلدادگاں کا سدا

alislam.org/urdu

ذراء کھپھو تصویر چولے کی صاف

کہ دنیا کو ہرگز نہیں ہے بقا
سو لوگس جلدی کہ اب ہے ہراس
یہ چولا کہ قدرت کی تحریر ہے
یہ انگلے نے خود لکھ دیا صاف صاف
وہ لکھا ہے خود پاک کرتا رہے
خدا نے جو لکھا وہ کب ہو خطا
یہی راہ ہے جس کو بھولے ہو تم

فاسب کا انجام ہے جو خدا
مگر اس کی تصویر رہ جائے پاس
یہی رہ نما اور یہی پیر ہے
کہ ہے وہ کلامِ خدا بے گزار
اسی ہی و قیوم و غفار نے
وہی ہے خدا کا کلامِ صفا
اُٹھو یارو اب مت کرو راہ گم

یہ نور خدا ہے خدا سے ملا
ارے جلد آنکھوں سے اپنی لگا
ارے لوگو! تم کو نہیں کچھ خبر
جو کہتا ہوں میں اُس پر رکھنا نظر
زمانہ تعصّب سے رکھتا ہے رنگ
کریں حق کی تکنیب سب بے درنگ
وہی دیں کے راہوں کی ستتا ہے بات
کہ ہو مُتّقیٰ مرد اور نیک ذات
مگر دوسرے سارے ہیں پُرعناد
پیارا ہے ان کو غرور اور فساد

بناتے ہیں باتیں سراسر دروغ
نہیں بات میں اُن کی کچھ بھی فروغ

بھلا بعد چولے کے اے پُرغرور ! وہ کیا کسر باقی ہے جس سے تو ڈور؟
ٹو ڈرتا ہے لوگوں سے اے بے ہُنزا ! خدا سے تجھے کیوں نہیں ہے خطر؟
یہ تحریر چولہ کی ہے اک زباں سنو ! وہ زباں سے کرے کیا بیان؟

کہ دین خدا دینِ اسلام ہے
جو ہو منکر اُس کا بدآنعام ہے

محمدؐ وہ نبیوں کا سردار ہے
کہ جس کا عدو مثلِ مردار ہے
تجھے چولے سے کچھ تو آوے حیا
ذرا دیکھ ظالم کہ کرتا ہے کیا
کہو جو رضا ہو مگر سُن لو بات
وہ کہنا کہ جس میں نہیں کپش پات
کہ حق بُو سے کرتار کرتا ہے پیار
وہ انساں نہیں جو نہیں حق گزار
کہو جب کہ پوچھے گا مولیٰ حساب
تو بھائیو بتاؤ کہ کیا ہے جواب؟

میں کہتا ہوں اک بات لے نیک نام ! ذرا غور سے اُس کو شینیو تمام
 کہ بے شک یہ چولہ پُر ازنور ہے تمرد، وفا سے بہت دُور ہے
 دکھائیں گے چولہ تمہیں کھول کر کہ دو اُس کا اُتّر ذرا بول کر
 یہی پاک چولہ رہا اک نشاں گرو سے کہ تھا حلق پر مہرباں
 اسی پر دوشالے چڑھے اور زر یہی فخر سکھوں کا ہے سربر
 یہی ملک و دولت کا تھا اک ستون عمل بد کئے ہو گئے سرگوں
 خدا کے لئے چھوڑا ببغض و کیں ذرا سوچو باقتوں کو ہو کر آمیں

وہ صدق و محبت وہ مہر و وفا
 جو ناکن سے رکھتے تھے تم بر ملا

دکھاؤ ذرا آج اُس کا اثر اگر صدق ہے جلد ڈوڑو ادھر
 گرو نے تو کر کے دکھایا تمہیں وہ رستہ چلو جو بتایا تمہیں
 کہاں ہیں جوناک کے ہیں خاکِ پا جو کرتے ہیں اُس کے لئے جاں فدا

کہاں ہیں جو اس کے لئے مرتے ہیں
 جو ہے واک اُس کا وہی کرتے ہیں

کہاں ہیں جو ہوتے ہیں اُس پر شمار جھکاتے ہیں سراپنے کو کر کے پیار
 کہاں ہیں جو رکھتے ہیں صدق و ثبات گرو سے ملے جیسے شیر و نبات
 کہاں ہیں کہ جب اُس سے کچھ پاتے ہیں تعشق سے قرباں ہوئے جاتے ہیں

کہاں ہیں جو الگت سے سرشار ہیں جو مرنے کو بھی دل سے تیار ہیں
 کہاں ہیں جو وہ بُخل سے دور ہیں مجت سے ناک کی معمور ہیں
 کہاں ہیں جو اس رہ میں پر جوش ہیں گرو کے تعشق میں مدھوش ہیں
 کہاں ہیں وہ ناک کے عاشق کہاں کہ آیا ہے نزدیک اب امتحان
 کہاں ہیں جو بھرتے ہیں الگت کا دم اطاعت سے سر کو بنا کر قدم
 گرو جس کے اس رہ پہ ہو دیں فدا وہ چیلا نہیں جو نہ دے سر جھکا
 اگر ہاتھ سے وقت جاوے نکل تو پھر ہاتھ مل مل کے رونا ہے کل
 نہ مردی ہے تیر اور تلوار سے بنو مرد مردوں کے کردار سے
 سنو! آتی ہے ہر طرف سے صدا کہ باطل ہے ہر چیز حق کے سوا

کوئی دن کے مہماں ہیں ہم سب سمجھی

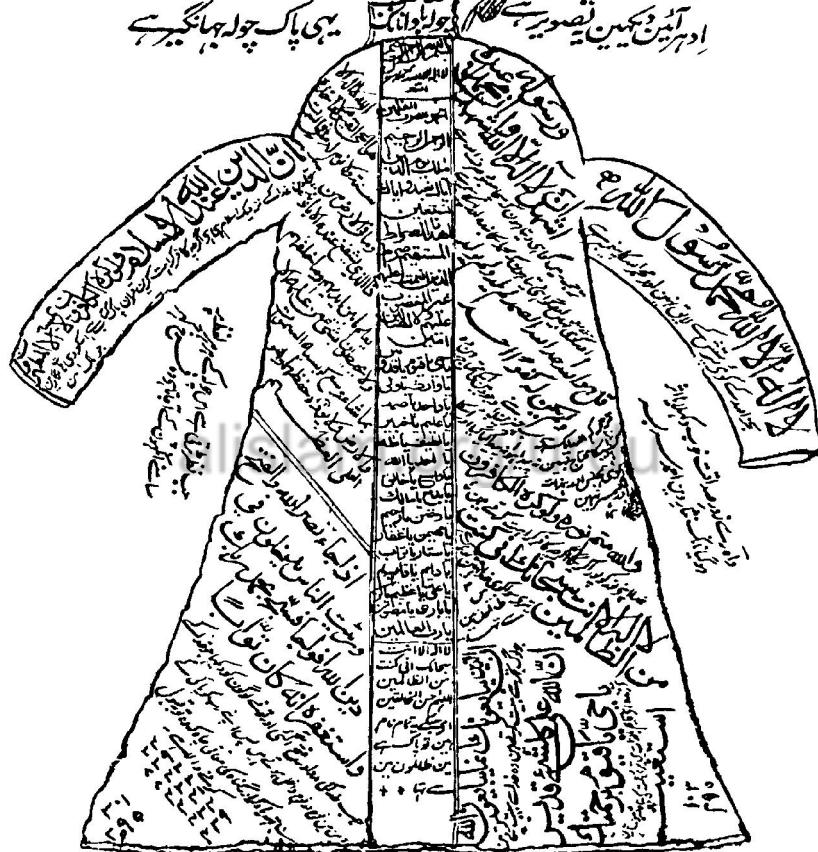
خبر کیا کہ پیغام آوے ابھی

گرو نے یہ چولہ بنایا شعار دکھایا کہ اس رہ پہ ہوں میں ثار
 وہ کیونکر ہو ان ناسعیدوں سے شاد جو رکھتے نہیں اُس سے کچھ اعتقاد
 اگر مان لو گے گرو کا یہ واک تو راضی کرو گے اُسے ہو کے پاک

وہ احمد ہیں جو حق کی رہ کھوتے ہیں

عبد النگ و ناموس کو روتے ہیں

کہاں ہیں جو بیرتے میں ایفت کا دم اطاعت کے کو بنایا کر قدم
آدھریں فکریں قیصر ہے صاحب اخراج ادا نہ کن یہی پاک چول جیا نگیرے



دیکھو اپنے دل کو کس کس صدقے دکھلا گیا ہے وہ بہادر سخا نہ رکھتا خدا کسی شیخن سے ڈر

وہ سوچیں کہ کیا لکھ گیا پیشوں وصیت میں کیا کہہ گیا ہر ملا
 کہ اسلام ہم اپنا دیں رکھتے ہیں محمد کی رہ پر یقین رکھتے ہیں
 اُٹھو سونے والو! کہ وقت آ گیا تمہارا گرو تم کو سمجھا گیا!
 نہ سمجھے تو آخر کو پچھتاوے گے
 گرو کے سراپوں کا پھل پاؤ گے



alislam.org/urdu

تاثیر صداقت

واہ رے زورِ صداقت خوب دکھلایا اثر
 ہو گیا ناںک نثار دینِ احمد سر بسر
 جب نظر پڑتی ہے اس چولہ کے ہر ہر لفظ پر
 سامنے آنکھوں کے آ جاتا ہے وہ فرش گھبر
 دیکھو اپنے دین کو کس صدق سے دکھلا گیا
 وہ بہادر تھا نہ رکھتا تھا کسی دشمن سے ڈر



محمود کی آمین

حمد و شنا اُسی کو جو ذات جاودانی ہمسرنہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی
 باقی وہی ہمیشہ غیر اُس کے سب بیس فانی غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی
 سب غیر ہیں وہی ہے اک دل کا یار جانی
 دل میں میرے یہی ہے سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي

ہے پاک پاک قدر عظمت ہے اس کی عظمت لرزائیں اہل قربت کر و بیوں پہ بیت
 ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہوشکر نعمت ہم سب ہیں اس کی صنعت اس سے کرو محبت
 غیروں کے نا الفت کب چاہے اس کی غیرت
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي

جو کچھ تینیں راحت سب اس کی بُجُود و مُنْت اُس سے ہے دل کو بیعت دل میں ہے اس کی عظمت
 بہتر ہے اُس کی طاعت، طاعت میں ہے سعادت
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا ہم کو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا
 اُس بن نہیں گزارا غیر اُس کے جھوٹ سارا
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي

یا رب ہے تیرا احسان میں تیرے در پے قرباں تو نے دیا ہے ایماں تو ہر زمان غبہاں
 تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحمان
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 کیونکر ہو شکر تیرا تیرا ہے جو ہے میرا تو نے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا
 جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندر ہمرا
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا دل دیکھ کر یہ احسان تیری ثناں میں گایا
 صد شکر ہے خدا یا صد شکر ہے خدا یا
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 ہو شکر تیرا کیونکر اے میرے بندہ پرور تو نے مجھے دئے ہیں یہ تین تیرے چاکر
 تیرا ہوں میں سراسر تو میرا رب اکبر
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 ہے آج ختم قرآن نکلے ہیں دل کے ارماں تو نے دکھایا یہ دن میں تیرے منہ کے قرباں
 اے میرے رب محسن کیونکر ہو شکر احسان
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 تیرا یہ سب کرم ہے تو رحمت اتم ہے کیونکر ہو محمد تیری کب طاقت قلم ہے
 تیرا ہوں میں ہمیشہ جب تک کہ دم میں دم ہے
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي

آے قادر و تو ان! آفات سے بچانا ہم تیرے درپ آئے ہم نے ہے تجھ کو مانا
 غیروں سے دل غنی ہے جب سے ہے تجھ کو جانا
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 احرق کو میرے پیارے اک دم نہ دُور کرنا بہتر ہے زندگی سے تیرے حضور مرنا
 واللہ خوشی سے بہتر غم سے تیرے گذرا
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 سب کا اتو بناۓ لڑکے بھی تجھ سے پائے سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے
 تو نے ہی میرے جانی خوشیوں کے دن دکھائے
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 یہ تین جو پسروں ہیں تجھ سے ہی یہ ثمر ہیں یہ میرے بارو بر ہیں تیرے غلام در ہیں
 تو سچے وعدوں والا منکر کہاں کدھر ہیں
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 کر انکونیک قسمت دے انکو دین و دولت کر ان کی خود حفاظت ہوان پر تیری رحمت
 دے رُشد اور ہدایت اور عمر اور عزّت
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 اے میرے بندہ پور کر ان کو نیک اختر رُتبہ میں ہوں یہ مرزا اور بخش تاج و افسر
 تو ہے ہمارا رہبر، تیرا نہیں ہے ہمسر
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي

شیطان سے دُور رکھیو اپنے حضور رکھیو جاں پُر زُور رکھیو دل پُر سرور رکھیو
 ان پر میں تیرے قرباں! رحمت ضرور رکھیو
 یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ
 میری دعائیں ساری کریو قبول باری میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
 ہم تیرے در پہ آئے لیکر امید بھاری
 یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ
 لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا دے اس کو عمر و دولت کر دُور ہر اندھیرا
 دن ہوں مرادوں والے پُر زور ہو سویا
 یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ
 اس کے ہیں دو بار، ان کو بھی رکھیو خوش تر تیرا بشیر احمد تیرا شریف اصغر
 کر فضل سب پہ یکسر رحمت سے کر مُعطر
 یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ
 یہ تینوں تیرے بندے رکھیو نہ ان کو گندے کر ان سے دُور یا رب دنیا کے سارے پھندے
 چنگے رہیں ہمیشہ کریو نہ ان کو مندے
 یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ
 لے میرے دل کے پیارے لے مہرباں ہماں کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
 یہ فضل کر کہ ہو ویں نیکو گھر یہ سارے
 یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ

اے میری جاں کے جانی لے شاہ دو جہانی کر ایسی مہربانی ان کا نہ ہو وے ثانی
 دے بختِ جاودانی اور فیضِ آسمانی
 یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 سُن میرے پیارے باشی میری دعا میں ساری رحمت سے ان کو رکھنا میں تیر کمنہ کے داری
 اپنی پنه میں رکھیو سُن کر یہ میری زاری
 یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 اے واحد و یگانہ اے خالقِ زمانہ میری دعا میں سن لے اور عرضِ چاکرانہ
 تیرے سپرد تینوں دیں کے قمر بنانا
 یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 فکر دل میں دل حزیں ہے جاں درستے قریں ہے جو صبر کی تھی طاقت اب مجھ میں وہ نہیں ہے
 ہر غم سے دُور رکھنا تو رب عالمیں ہے
 یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 اقبال کو بڑھانا اب فضل لے کے آنا ہر رنج سے بچانا دُکھ دار دے چھڑانا
 خود میرے کام کرنا یا رب نہ آزمانا!
 یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 یہ تینوں تیر کے چاکر ہو ویں جہاں کے رہبر یہ ہادیٰ جہاں ہوں یہ ہو ویں نور یکسر
 یہ مر جع شہاں ہوں یہ ہو ویں مہر انور
 یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي

اہلِ وقار ہوویں فخرِ دیار ہوویں حق پر شمار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
 با برگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ
 تو ہے جو پالتا ہے، ہر دم سنبھالتا ہے غم سے نکالتا ہے، دردوں کو ٹالتا ہے
 کرتا ہے پاک دل کو حق دل میں ڈالتا ہے
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ
 تو نے سکھایا فرقاں جو ہے مدار ایماں جس سے ملے ہے عرفاں اور دُور ہو کے شیطان
 یہ سب ہے تیرا احساں تجھ پر شمار ہو جاں
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ
 تیرا نبیٰ جو آیا اُس نے خدا دکھایا دین قویم لایا پد عات کو مٹایا
 حق کی طرف بلایا مل کر خدا ملایا
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ
 قرباں ہیں تجھ پے سارے جو ہیں مر کے پیاۓ احساں ہیں تیرے بھارے گن گن کے ہم توہارے
 دل خون ہیں غم کے مارے کشتنی لگا کنارے
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ
 اس دل میں تیرا گھر ہے تیری طرف نظر ہے تجھ سے میں ہوں مُنَوَّر میرا تو تو قمر ہے
 تجھ پر مرا تو گل دار پر تیرے یہ سر ہے
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيْ

جب تجھ سے دل لگایا سو سو ہے غم اٹھایا تن خاک میں ملایا جاں پر و بال آیا
 پر شکر اے خدا یا! جاں کھو کے تجھ کو پایا
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 دیکھا ہے تیرامونہ جب چمکا ہے ہم پر کوکب مقصود مل گیا سب ہے جام اب لبال ب
 تیرے کرم سے یا رب میرا بُز آیا مطلب
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 احباب سارے آئے ٹونے یہ دن دکھائے تیرے کرم نے پیارے یہ مہرباں بُلائے
 یہ دن چڑھا مبارک مقصود جس میں پائے
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 مہماں جو کر کے اُلفت آئے بصد محبت دل کو ہوتی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
 پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 دُنیا بھی اک سر اے پچھڑے گا جو ملا ہے گرسو برس رہا ہے آخر کو پھر جدعا ہے
 شکوہ کی کچھ نہیں جای یہ گھر ہی بے بقا ہے
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي
 اے دوستو پیارو! عقابی کو مت پسارو کچھ زاد راہ لے لو، کچھ کام میں گذارو
 دُنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اُتارو
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِي

جی مت لگا و اس سے دل کو چھڑا و اس سے رغبت ہٹا و اس سے بس دُور جاؤ اس سے
 یارو! یہ اژدہا ہے جاں کو بچاؤ اس سے
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيُ
 قرآن کتابِ رحمان سکھلائے راہِ عرفان جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضان
 ان پر خدا کی رحمت جو اس پر لائے ایماں
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيُ
 ہے چشمہ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت یہ ہیں خدا کی باتیں ان سے ملے ولایت
 یہ نور دل کو بخشے دل میں کرے سرایت
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيُ
 قرآن کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا فکرِ معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا
 اکسیر ہے پیارے صدق و سداد رکھنا
 یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَرَانِيُ

آمین



خدا تعالیٰ کا شکر اور دعا

بزبانِ حضرت امام جان

ہے عجب میرے خدا میرے پہ احسان تیرا
 کس طرح شکر کروں اے مرے سلطان تیرا

ایک ذرہ بھی نہیں تو نے کیا مجھ سے فرق
 میرے اس جسم کا ہر ذرہ ہو قرباں تیرا

سر سے پاتک ہیں الہی ترے احسان مجھ پر
 مجھ پہ برسا ہے سدا فضل کا باراں تیرا

تو نے اس عاجزہ کو چار دئے ہیں لڑکے
 تیری بخشش ہے یہ اور فضل نمایاں تیرا

پہلا فرزند ہے محمود، مبارک چوختا
 دونوں کے بیچ بشیر اور شریفگاں تیرا

تو نے ان چاروں کی پہلے سے بشارت دی تھی
 تو وہ حاکم ہے کہ ملتا نہیں فرمائ تیرا
 تیرے احسانوں کا کیونکر ہو بیاں اے پیارے
 مجھ پہ بے حد ہے کرم اے مرے جاناں تیرا
 تخت پر شاہی کے ہے مجھ کو بٹھایا تو نے
 دین و دُنیا میں ہوا مجھ پہ ہے احسان تیرا
 کس زبان سے میں کروں شکر کہاں ہے وہ زبان
 کہ میں ناچیز ہوں اور رحم فراواں تیرا
 مجھ پہ وہ لطف کئے تو نے جو برترِ زیخیاں
 ذات برتر ہے تری پاک ہے ایواں تیرا
 چُن لیا تو نے مجھے اپنے مسیحا کے لیے
 سب سے پہلے یہ کرم ہے مرے جاناں تیرا
 کس کے دل میں یہ ارادے تھے یہ تھی کس کو خبر
 کون کہتا تھا کہ یہ بخت ہے رخشان تیرا
 پر مرے پیارے! یہی کام ترے ہوتے ہیں
 ہے یہی فضل تری شان کے شایاں تیرا

فضل سے اپنے بچا مجھ کو ہر اک آفت سے
 صدق سے ہم نے لیا ہاتھ میں دامان تیرا
 کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ترا طالب ہے
 کوئی رُسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا
 آسمان پر سے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں
 کوئی ہو جائے اگر بندہ فرمان تیرا
 جس نے دل تجھ کو دیا ہو گیا سب کچھ اُس کا
 سب شاکرتے ہیں جب ہو وے شاخواں تیرا
 اس جہاں میں ہے وہ جنت میں ہی بے رَیب و گماں
 وہ جو اک پنستہ توکل سے ہے مہماں تیرا
 میری اولاد کو ٹو ایسی ہی کر دے پیارے
 دیکھ لیں آنکھ سے وہ چہرہ تاباں تیرا
 عمر دے، رِزق دے اور عافیت و صحت بھی
 سب سے بڑھ کر یہ کہ پا جائیں وہ عرفاؤں تیرا
 اب مجھے زندگی میں ان کی مصیبت نہ دکھا
 بخش دے میرے گُنہ اور جو عصیاں تیرا

اس جہاں کے نہ بنیں کیڑے، یہ کر فضل ان پر
 ہر کوئی ان میں سے کھلائے مُسلمان تیرا
 غیر ممکن ہے کہ تدبیر سے پاؤں یہ مراد
 بات جب بنتی ہے جب سارا ہوسامان تیرا
 بادشاہی ہے تری ارض و سما دونوں میں
 حکم چلتا ہے ہر اک ذرہ پر ہر آں تیرا
 میرے پیارے مجھے ہر درد و مصیبت سے بچا
 ٹو ہے غفار یہی کہتا ہے قرآن تیرا
 صبر جو پہلے تھا ب مجھ میں نہیں ہے پیارے
 دُکھ سے اب مجھ کو بچا نام ہے رحمان تیرا
 ہر مصیبت سے بچا اے میرے آقا ہر دم
 حکم تیرا ہے زمیں تیری ہے دواراں تیرا



اُمُّ الْكِتَاب

اے دوستو جو پڑھتے ہو اُمُّ الکتاب کو
 اب دیکھو میری آنکھوں سے اس آفتاب کو
 سوچو دعا، فاتحہ کو پڑھ کے بار بار
 کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار
 دیکھو خدا نے تم کو بتائی دُعا یہی
 اُس کے حبیب نے بھی پڑھائی دُعا یہی
 پڑھتے ہو چخ وقت اسی کو نماز میں
 جاتے ہو اس کی رہ سے دربے نیاز میں
 اُس پاک دل پہ جس کی وہ صورت پیاری ہے
 اُس کی قسم کہ جس نے یہ سورہ اُتاری ہے
 یہ میرے رب سے میرے لیے اک گواہ ہے
 یہ میرے صدقِ دعویٰ پہ مُہرِ اللہ ہے
 میرے مسح ہونے پہ یہ اک دلیل ہے
 میرے لئے یہ شاہدِ ربِ جلیل ہے
 پھر میرے بعد اوروں کی ہے انتظار کیا
 توبہ کرو کہ جینے کا ہے اعتبار کیا



معرفت حق

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزارف سے
 جب تک عمل نہیں ہے دل پاک و صاف سے
 کمتر نہیں یہ مشغله بُت کے طواف سے
 باہر نہیں اگر دل مردہ غلاف سے
 حاصل ہی کیا ہے جنگ وجدال و خلاف سے
 وہ دیں ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشان نہ ہو
 تائید حق نہ ہو مدد آسمان نہ ہو
 جنوں سے تھی ہے خدا سے وہ دین نہیں
 مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقین نہیں
 جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے
 دین خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
 کس کام کا وہ دیں جونہ ہو وے رگرہ کشا
 جن کا یہ دیں نہیں ہے نہیں ان میں کچھ بھی دم
 دُنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم
 وہ لوگ جو کہ معرفت حق میں خام ہیں
 بُت ترک کر کے پھر بھی بُتوں کے غلام ہیں



بشیر احمد شریف احمد اور مبارکہ کی آمین

خدا یا اے مرے پیارے خدا یا یہ کیسے ہیں ترے مجھ پر عطا یا
 کہ تو نے پھر مجھے یہ دن دیکھایا کہ بیٹا دوسرا بھی پڑھ کے آیا
 بشیر احمد جسے تو نے پڑھایا شفا دی آنکھ کو بینا بنایا
 شریف احمد کو بھی یہ پہل کھلایا کہ اُس کو تو نے خود فرقان سیکھایا
 یہ چھوٹی عمر پر جب آزمایا کلام حق کو ہے فرفہ سنایا
 برس میں ساتویں جب پیر آیا تو سر پر تاج قرآن کا سجایا
 ترے احسان ہیں اے رب البرایا مبارک کو بھی پھر تو نے جلایا
 جب اپنے پاس اک لڑکا بُلایا تو دے کر چار جلدی سے ہنسایا
 غموں کا ایک دن اور چار شادی
 فَسُبْحَانَ اللَّهِ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِي

اور ان کے ساتھ دی ہے ایک دُختر ہے کچھ کم پانچ کی وہ نیک آخر
 کلام اللہ کو پڑھتی ہے فُرْقَر خدا کا فضل اور رحمت سراسر
 ہوا اک خواب میں یہ مجھ پہاظہر کہ اس کو بھی ملے گا بخت برتر

لقب عزت کا پاوے وہ مقرر یہی روزِ ازل سے ہے مقدر
 خدا نے چار لڑکے اور یہ دُختر عطا کی، پس یہ احسان ہے سراسر
 کروں کس منہ سے شکرائے میرے داور
 یہ کیا احسان ترا ہے بندہ پَرَور
 تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر
 اگر ہر بال ہو جائے سخن ور
 کریما! دُور کر، تو ان سے ہر شر رحیما! نیک کر اور پھر معمر
 پڑھایا جس نے اُس پر بھی کرم کر جزا دے دین اور دُنیا میں بہتر
 رہِ تعلیم اک تو نے بتا دی۔^۱

فَسْبُحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِي

دیئے ہیں تو نے مجھ کو چار فرزند اگر چہ مجھ کو بس تجھ سے ہے پیوند
 بنا ان کو ٹکو کار و خردمند کرم سے ان پہ کر راہ بدی بند
 ہدایت کر انہیں میرے خداوند کہ بے توفیق کام آوے نہ کچھ پند
 تو خود کر پروش اے میرے اخوند وہ تیرے ہیں ہماری عمر تاچند
 یہ سب تیرا کرم ہے میرے ہادی

فَسْبُحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِي

مرے مولیٰ مری یہ اک دُعا ہے تری درگاہ میں عجز و بُکا ہے
 وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے زبان چلتی نہیں شرم و حیا ہے
 مری اولاد جو تیری عطا ہے ہر اک کو دیکھ لُوں وہ پارسا ہے

^۱ قاعدہ میرنا القرآن بچوں کے لئے بیشک بہت مفید ہے اس سے بہتر اور کوئی طریقہ تعلیم خیال میں نہیں آتا منہ۔

تری قدرت کے آگے روک کیا ہے وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

عجب مُحسن ہے تو بَحْرُ الْأَيَادِي

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْادِي

نجات ان کو عطا کر گندگی سے برات ان کو عطا کر بندگی سے رہیں خوشحال اور فرخندگی سے بچانا اے خدا! بد زندگی سے

وہ ہوں میری طرح دیں کے مُناوی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْادِي

عیاں کر ان کی پیشانی پہ اقبال نہ آوے ان کے گھر تک رُعِب دجال
بچانا ان کو ہر غم سے بہر حال نہ ہوں وہ دُکھ میں اور رنجوں میں پامال

یہی اُمید ہے دل نے بتا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْادِي

دعا کرتا ہوں اے میرے لیگانے نہ آوے ان پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ مرے مولی! انہیں ہر دم بچانا

یہی اُمید ہے اے میرے ہادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْادِي

نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا مصیبت کا، الم کا، بے بسی کا

یہ ہو میں دیکھ لون تقویٰ سمجھی کا جب آوے وقت میری واپسی کا
بشارت تو نے پہلے سے سنًا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِيْ

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے نہ یہ ہم سے کہ احسان خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے
یہی آئینہ خلق نما ہے یہی اک جوہر سیف دعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ ایقنا ہے اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخر شان اولیاء ہے بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے اگر سوچو، یہی دارِ الجزاء ہے
مجھے تقویٰ سے اُس نے یہ جزا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِيْ

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو! ہے حاصلِ اسلام تقویٰ خدا کا عشق نے اور جام تقویٰ
مسلمانو! بناؤ تام تقویٰ کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ
یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِيْ

خدا یا تیرے فضلوں کو کروں یاد بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِي

مری اولاد سب تیری عطا ہے ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے یہی ہیں بخش تن جن پر ہنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِي

دیئے تو نے مجھے یہ مہر و مہتاب یہ سب ہیں میرے پیارے تیرے اسباب
دکھایا تو نے وہ اے رب ارباب کہ کم ایسا دکھا سکتا کوئی خواب
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِي

میں کیونکر گن سکوں تیرے یہ انعام کہاں ممکن ترے فضلوں کا ارقام
ہر اک نعمت سے تو نے بھر دیا جام ہر اک دشمن کیا مردود و ناکام
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِي

بُشَارَتْ دِيْ كَهْ إِكْ بِيَّا هِيْ تِيَّا جُوْ هُوْ گَأِيكْ دِنْ مُحْبُوبْ مِيرَا
كَرُونْ گَأِورْ أُسْ مَهْ سَيْ اندِيَّهْ رَ دَكَهَاوْنْ گَأِ كَهْ إِكْ عَالَمْ كَوْ پَھِيرَا
بُشَارَتْ كِيَا هِيْ إِكْ دَلْ كَيْ غَدَا دِيْ

فَسُبْحَانَ الَّذِيْ أَخْرَى الْأَعْادِيْ

مَرِيْ هِرْ بَاتْ كَوْ ٹُونْ نَےْ جَلَا دِيْ مَرِيْ هِرْ روْكْ بَھِيْ ٹُونْ نَےْ اُلْھَا دِيْ
مَرِيْ هِرْ پِيشْ گُولَيْ خَودْ بَنا دِيْ تَرَى نَسْلَابَعِيْداً بَھِيْ دَكَهَاوِيْ
جَوْ دِيْ هِيْ مُجَھْ كَوْ وَهْ كَسْ كَوْ عَطَا دِيْ

فَسُبْحَانَ الَّذِيْ أَخْرَى الْأَعْادِيْ

بَهَار آئَيْ هِيْ اسْ وَقْتِ خَزاَنْ مِيْ لَگَهْ ہِيْ پَھُولْ مِيرے بوستَانْ مِيْ
مَلاَحتْ هِيْ عَجَبْ اسْ دَلَستانْ مِيْ ہَوَيْ بَدَنَامْ ہَمْ اسْ سَيْ جَهَانْ مِيْ
عَدُوْ جَبْ بُڑَھَ گِيَا شَورْ وَفُغاَنْ مِيْ نَهَانْ ہَمْ ہَوَ گَيْنَےْ يَارِ نَهَانْ مِيْ
ہَوا مُجَھْ پَرْ وَهْ ظَاهِرْ مِيرَا ہَادِيْ

فَسُبْحَانَ الَّذِيْ أَخْرَى الْأَعْادِيْ

كَرُونْ كِيَوَنَكِرْ آدا مِيْ شَنَکِرْ بَارِيْ فَدا ہُوْ أُسْ كَيْ رَهْ مِيْ عمر سَارِيْ
مَرِيْ سَرْ پَرْ ہَيْ مَثَتْ اسْ كَيْ بَھَارِيْ چَلِيْ اسْ ہَاتَھْ سَيْ كَشْتِيْ ہَماَريْ
مَرِيْ گَبَرِيْ ہَوَيْ أُسْ نَےْ بَنا دِيْ

فَسُبْحَانَ الَّذِيْ أَخْرَى الْأَعْادِيْ

تَجَھِيْ حَمْوَثَنا زَيَّا هِيْ پَيَارَےْ كَهْ توْ نَےْ كَام سَبْ مِيرے سَنَوارَےْ

ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے جمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
 گڑھے میں تو نے سب دُشمن اُتارے ہمارے کر دیئے اونچے منارے
 مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے کہاں مرتے تھے پرتو نے ہی مارے
 شریروں پر پڑے ان کے شرارے نہ ان سے رُک سکے مقصد ہمارے
 انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی

فَسْبُحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِيْ

تری رحمت ہے، میرے گھر کا شہتیر مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر
 حریفوں کو لگے ہر سمت سے تیر گرفتار آ گئے جیسے کہ نجیب
 ہوا آخر وہی جو تیری تقدیر بھلا چلتی ہے تیرے آگے تدیر
 خدا نے ان کی عظمت سب اڑا دی

فَسْبُحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِيْ

مری اُس نے ہر اک عزت بنا دی مخالف کی ہر اک شیخی مٹا دی
 مجھے ہر قسم سے اُس نے عطا دی سعادت دی، ارادت دی، وفا دی
 ہر اک آزار سے مجھ کو شفا دی مرض گھٹتا گیا بُوں بُوں دوا دی
 محبت غیر کی دل سے ہٹا دی خدا جانے کہ کیا دل کو سُنا دی
 دوا دی اور غذا دی اور قبا دی

فَسْبُحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِيْ

مجھے کب خواب میں بھی تھی یہ اُمید کہ ہو گا میرے پر یہ فضلِ جاوید
ملی یوسف کی عزت لیک بے قید نہ ہو تیرے کرم سے کوئی نومید
مراد آئی ، گئی سب نامرادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعَادِيْ

تری رحمت عجب ہے آئے مرے یار ترے فضلوں سے میرا گھر ہے گلزار
غريقوں کو کرے اک دم میں ٹوپار جو ہو نومید تجھ سے، ہے وہ مُردار
وہ ہو آوارہ ہر دشت و وادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعَادِيْ

ہوئے ہم تیرے آئے قادر تو انہا ترے در کے ہوئے اور تجھ کو جانا
ہمیں بس ہے تری درگہ پہ آنا مصیبت سے ہمیں ہر دم بچانا
کہ تیرا نام ہے غفار و ہادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعَادِيْ

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا کہ جس کا ٹوہی ہے سب سے پیارا
ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعَادِيْ

میں کیونکر گن سکوں تیری عنایات ترے فضلوں سے پُردیں میرے دن رات

مری خاطر دکھائیں تو نے آیات ترجم سے مری سن لی ہر اک بات
 کرم سے تیرے دشمن ہو گئے مات عطا کیں تو نے سب میری مرادات
 پڑا پیچھے جو میرے غول بد ذات پڑی آخر خود اُس مُوذی پہ آفات
 ہوا انعام سب کا نامُرادي

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِي

بنائی تو نے پیارے میری ہر بات دکھائے تو نے احسان اپنے دن رات
 ہر اک میداں میں دیں تو نے فتوحات بد اندیشوں کو تو نے کر دیا مات
 ہر اک پگڑی ہوئی تو نے بنا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِي

تری نصرت سے اب دشمن لے تباہ ہے ہر اک جا میں ہماری تو پئنے ہے
 ہر اک بد خواہ اب کیوں رو سیہ ہے کہ وہ مثل خسوف مہرو مہ ہے
 سیاہی چاند کی مُنہ نے دکھا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِي

ترے فضلوں سے جا بُتنا سرا ہے ترے نوروں سے دل شمسِ لفھی ہے
 اگر اندھوں کو انکار و ابا ہے وہ کیا جانیں کہ اس سینہ میں کیا ہے

۱۔ دشمن کے لفظ سے اس جگہ وہ حاسد مراد ہیں جو ہر ایک طور سے مجھے تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں۔ لوگوں کو میری نسبت بدظن کرتے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی میں بھی جھوٹی شکایتیں کرتے رہتے ہیں اور گورنمنٹ محسن کی نسبت جو میرے مخلصانہ خیالات ہیں ان کو چھپاتے ہیں۔ منه

کہیں جو کچھ کہیں سر پر خدا ہے پھر آخر ایک دن روز جزا ہے
بدی کا پھل بدی اور نامُرا دی
فَسْبُحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْادِي

تجھے سب زور و قدرت ہے خُدا یا تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا
ہر اک عاشق نے ہے اک بُت بنایا ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا
وہی آرامِ جاں اور دل کو بھایا وہی جس کو کہیں رب البرایا
ہوا ظاہر وہ مجھ پر **بِالْأَيَادِي**
فَسْبُحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْادِي

مجھے اُس یار سے پیویدِ جاں ہے وہی جنت، وہی دارالامان ہے
بیاں اس کا کروں طاقت کہاں ہے محبت کا تو اک دریا رواں ہے
یہ کیا احسان ہیں ترے میرے ہادی
فَسْبُحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْادِي

تری نعمت کی کچھ قلت نہیں ہے تھی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
یہ کیا احسان ہیں ترے میرے ہادی
فَسْبُحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعْادِي

ترے گوچے میں کرن را ہوں سے آؤں وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں

محبت چیز کیا کس کو بتاؤں وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں
کہاں ہم اور کہاں دنیاۓ مادی

فَسْبَحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِيْ

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے کرے پاک آپ کوتب اُس کو پاوے
جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے جو جلتا ہے وہی مردے جلاوے
شمر ہے دُور کا کب غیر کھاوے چلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے غریق عشق وہ موتی اٹھاوے
وہ دیکھے نیستی رحمت دکھاوے خودی اور خود روی کب اُسکو بھاواے
مجھے تو نے یہ دُولت اے خدا دی

فَسْبَحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِيْ

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی! اُٹھو ڈھونڈو متاعِ آسمانی
کہاں تک جوشِ آمال و آمانی یہ سو سو چھید ہیں تم میں نہانی
تو پھر کیونکر ملے وہ یا رِ جانی کہاں غربال میں رہتا ہے پانی
کرو کچھ فلکِ ملکِ جاودا نی یہ ملک و مال جھوٹی ہے کہانی
بُسر کرتے ہو غفلت میں جوانی مگر دل میں یہی تم نے ہے ٹھانی

خدا کی ایک بھی تم نے نہ مانی ذرا سوچو یہی ہے زندگانی !

خدا نے اپنی رہ مجھ کو بتا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِي

کرو تو بہ کہتا ہو جائے رحمت دیکھاؤ جلد تر صدق و انبات
کھڑی ہے سر پر ایسی ایک ساعت کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولیٰ نے بتا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِي

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا کہ جب تعلیمِ قرآن کو بھلا کیا
رسولؐ حق کو مٹی میں سُلایا مسیحؐ کو فلک پر ہے بھایا
یہ تو ہیں کر کے پھل ویسا ہی پایا اہانت نے انہیں کیا کیا دیکھایا
خدا نے پھر تمہیں اب ہے بلایا کہ سوچو عزت خیر البرایا
ہمیں یہ رہ خدا نے خود دیکھا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِي

کوئی مُردوں سے کیونکر راہ پاوے مرے تب بے گماں مُردوں میں جاوے
خدا عیسیٰ کو کیوں مُردوں سے لاوے وہ خود کیوں مُہر ختمیت مٹاوے
کہاں آیا کوئی تا وہ بھی آوے کوئی اک نام ہی ہم کو بتاوے
تمہیں کس نے یہ تعلیم خطا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِي

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات معتمہ کھل گیا روشن ہوئی بات
دیکھائیں آسمان نے ساری آیات زمین نے وقت کی دیدیں شہادات
پھر اس کے بعد کون آیگا ہیہات خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
خدا نے اک جہاں کو یہ سننا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِي

مُسَكِّن وقت اب دنیا میں آیا خدا نے عہد کا دن ہے دیکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی نے اُن کو ساقی نے پلا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِي

خدا کا ہم پر بس لطف و کرم ہے وہ نعمت کون سی باقی جو کم ہے
زمین قادیاں اب محترم ہے ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے
ظہورِ عَوْن و نُصْرَتِ دَمْبِم ہے حسد سے دشمنوں کی پُشت خم ہے
سُنو اب وقت توحیدِ اَتَم ہے ستم اب مائلِ مُلْكِ عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اُٹھا دی

فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْرَى الْأَعْادِي



شانِ احمد عربی

زندگی بخش جامِ احمد ہے
 کیا ہی پیارا یہ نامِ احمد ہے
 لاکھ ہوں انیاء مگر بخدا
 سب سے بڑھ کر مقامِ احمد ہے
 باغِ احمد سے ہم نے پھل کھایا
 میرا بُستانِ کلامِ احمد ہے
 ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
 اس سے بہتر غلامِ احمد ہے



اشاعتِ دین بزورِ شمشیر حرام ہے

اب چھوڑ دو جہاد کا آئے دوستو خیال
 دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قاتل
 دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
 اب آسمان سے تو خدا کا نزول ہے
 اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
 منکر نبیؐ کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
 کیوں چھوڑتے ہو لوگوں نبیؐ کی حدیث کو
 کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
 عیسیٰ مسح جنگوں کا کر دے گا التوا
 جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
 کھلیں گے پچ سانپوں سے بے خوف و بے گزند
 بھولیں گے لوگ مشغله تیر و تفنگ کا
 وہ کافروں سے سخت ہزیت اٹھائے گا
 کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
 اک مجذہ کے طور سے یہ پیش گوئی ہے

۱۔ یہاں جہاد سے مراد اسلام کو بزورِ شمشیر پھیلانا ہے جو کہ غیر اسلامی نظریہ ہے۔ (ناشر)

القصہ یہ مسح کے آنے کا ہے نشاں
 کر دے گا ختم آ کے وہ دین کی لڑائیاں
 ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
 اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
 وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
 وہ عزم مُقپلانہ وہ ہمت نہیں رہی
 وہ نور اور وہ چاند سی طاعت نہیں رہی
 خلقِ خدا پے شفقت و رحمت نہیں رہی
 حالت تمہاری جاذبِ نصرت نہیں رہی
 گسل آ گیا ہے دل میں جلا دت نہیں رہی
 وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
 اب تم کو غیر قوموں پے سبقت نہیں رہی
 خلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی
 نورِ خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی
 نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی
 دیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی
 دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی
 اک پھوٹ پڑ رہی ہے، موڈت نہیں رہی
 صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی

بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
 کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے
 عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
 مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے
 روتے رہو دعاوں میں بھی وہ اثر نہیں
 شیطان کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں
 جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے
 باقی جو تھے وہ ظالم و سفّاک ہو گئے
 اُس یار سے بشامتِ عصیاں جدا ہوئے
 تم خود ہی غیر بن کے محلن سزا ہوئے
 وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں
 وہ نورِ مومنانہ وہ عرفان نہیں رہا
 آیت ﴿عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ﴾ یاد کیجئے
 اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائے گا
 بہتائیں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں
 یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
 تم میں سے ہائے سوچنے والے کہڑ گئے

اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
 اب کوئی تم پہ بجبر نہیں غیر قوم سے
 ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
 اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
 آے قوم! تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
 کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں
 تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
 کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
 اب تم تو خود ہی مورِ خشم خدا ہوئے
 اب غیروں سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے
 سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں
 پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایمان نہیں رہا
 پھر اپنے کفر کی خبر آئے قوم! لمحیٰ
 ایسا گماں کہ مہدیٰ خونی بھی آئے گا
 اے غالو! یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
 یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا
 اب سال سترہ^۱ بھی صدی سے گذر گئے

تحوڑے نہیں نشاں جود کھائے گئے تمہیں
 کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں
 پر تم نے اُن سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ
 مُنہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ
 بخنوں سے یار و باز بھی آؤ گے یا نہیں
 ہُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
 باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
 حق کی طرف رجوع بھی لاو گے یا نہیں
 مخفی جو دل میں ہے وہ سُناو گے یا نہیں
 اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں
 آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں
 اُس وقت اُس کو مُنہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں
 تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار
 اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے استوار
 لوگوں کو یہ بتائے کہ وقتِ مسح ہے
 اب جنگ اور جہاد حرام اور قیچ ہے
 ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
 اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا



تعلّق باللہ

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
 کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
 وہی اُس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
 نہیں رہ اُس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
 یہی تدیر ہے پیارو کہ مانگو اُس سے فُرّبت کو
 اُسی کے ہاتھ کو ڈھونڈ و جلا و سب کمندوں کو



جوشِ صداقت

کیوں نہیں لوگو تھیں حق کا خیال
 دل میں آتا ہے مرے سو سو ابال
 آنکھ تر ہے دل میں میرے درد ہے
 کیوں لوں پر اس قدر یہ گرد ہے
 دل ہوا جاتا ہے ہر دم بے قرار
 کس بیاباں میں نکالوں یہ بخار
 ہو گئے ہم درد سے زیر و زبر
 مَر گئے ہم پر نہیں تم کو خبر
 آسمان پر غافلو اک جوش ہے
 کچھ تو دیکھو گر تھیں کچھ ہوش ہے
 ہو گیا دیں کفر کے حملوں سے پُور
 چُپ رہے کب تک خداوند غیور
 اس صدی کا بیسوائیں اب سال ہے
 شرک و پدعت سے جہاں پامال ہے
 بدگماں کیوں ہو خدا کچھ یاد ہے
 افtra کی کب تک بنیاد ہے
 وہ خدا میرا جو ہے جو ہر شناس
 اک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس
 لعنتی ہوتا ہے مرد مفتری
 لعنتی کو کب ملے یہ سروری



نسیمِ دعوت

نام اس کا نسیمِ دعوت ہے آریوں کے لئے یہ رحمت ہے
 دلِ بیمار کا یہ درماں ہے طالبوں کا یہ یارِ خلوت ہے
 گفر کے زہر کو یہ ہے تریاق ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے
 غور کر کے اسے پڑھو بیمارو یہ خدا کے لئے نصیحت ہے
 خاکساری سے ہم نے لکھا ہے نہ تو سختی نہ کوئی شدّت ہے
 قوم سے مت ڈرو، خدا سے ڈرو آخر اُس کی طرف ہی رحلت ہے
 سختِ دل کیسے ہو گئے ہیں لوگ سر پہ طاعون ہے پھر بھی غفلت ہے
 ایک دُنیا ہے مر چکی اب تک
 پھر بھی توبہ نہیں یہ حالت ہے



آریوں کو دعوتِ حق

کیوں بتلا ہو یارو خیالِ خراب میں
تو جاگتی ہے یا تری باتیں ہیں خواب میں
ایمان کی بونبیں ترے ایسے جواب میں
پھر غیر کیلئے ہیں وہ کیوں اضطراب میں
پھر کس نے لکھ دیا ہے وہ دل کی کتاب میں
إِنَّمَا تُؤْمِنُ بِمَا يَرَى
جس سوز میں ہیں اُس کیلئے عاشقوں کے دل
جامِ وصال دیتا ہے اُس کو جو مر چکا
کچھ بھی نہیں ہے فرق یہاں شُخُوش و شتاب میں
ظاہر کی قیل و قال بھلا کس حساب میں
ہوتا ہے وہ اُسی کا جو اُس کا ہی ہو گیا
پھولوں کو جا کے دیکھو اسی سے وہ آب ہے
آئے آریہ سماج پھنسومت عذاب میں
آئے قومِ آریہ تیرے دل کو یہ کیا ہوا
کیا وہ خدا جو ہے تری جاں کا خدا نہیں
گر عاشقوں کی رُوح نہیں اُس کے ہاتھ سے
گروہ الگ ہے ایسا کہ چھو بھی نہیں گیا
جس سوز میں ہیں اُس کیلئے عاشقوں کے دل
جامِ وصال دیتا ہے اُس کو جو مر چکا
ملتا ہے وہ اُسی کو جو ہو خاک میں ملا!
ہے اسکی گود میں جو گرا اس جناب میں
چمکے اُسی کا نور ملے و آفتاب میں

لَأَللَّهِ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ”خدا ہے نور میں و آسمان کا“ (آیت قرآن شریف)

خوبوں کے حُسن میں بھی اُسی کا وہ نور ہے
کیا چیز حُسن ہے وہی چپکا حجاب میں
اس کی طرف ہے ہاتھ ہر اک تارِ لف کا
بھراں سے اسکے رہتی ہے وہ چیخ و تاب میں
ہر چشم مست دیکھو اسی کو دکھاتی ہے
ہر دل اسی کے عشق سے ہے الہاب میں
پانی کو ڈھونڈتے ہیں عبث وہ سراب میں
جن مُورکھوں کو کاموں پر اسکے یقین نہیں
قدرت سے اُس قدری کی انکار کرتے ہیں!
بلکہ ہیں جیسے غرق ہو کوئی شراب میں
دل میں نہیں کدیکھیں وہ اُس پاک ذات کو
ڈرتے ہیں قوم سے کہ نہ کپڑیں عتاب میں
ہم کو تو آئے عزیز دکھا اپنا وہ جمال
کب تک وہ منہ رہیگا حجاب و نقاب میں

alislam.org/urdu



پیشگوئی زلزلہ عظیمہ

سونے والو! جلد جا گو یہ نہ وقت خواب ہے
 جو خبر دی وجی حق نے اُس سے دل بیتاب ہے
 زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زیر وزبر
 وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلا ب ہے
 ہے سر رہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولیٰ کریم
 نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
 کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
 ہیلے سب جاتے رہے اک حضرتِ تواب ہے



انذار

اشتہار واجب الاظہار از طرف ایس خاکسار دربارہ پیشگوئی ززلہ

پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے
تم یقین سمجھو کر وہ اک زجر سمجھانے کو ہے
آسمان آئے غافلواب آگ برسانے کو ہے
اک مسلمان بھی مسلمان صرف کھلانے کو ہے
زندگی اپنی تو ان سے گالیاں کھانے کو ہے
کون ایماں صدق اور اخلاص سے لانے کو ہے
گر کوئی پوچھے تو سو سو عیب بتلانے کو ہے
سو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتا نے کو ہے
پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کو ٹھہرا نے کو ہے
ہر طرف یہ آفت جاں ہاتھ پھیلانے کو
مرندیں آئے دوستو! اک روز مر جانے کو ہے
یا تو اک عالم تھا قریب اُس پہ یا آئے یہ دن
ایک عبد العبد بھی اس دیں کے جھٹلانے کو ہے

قادیان کے آریہ

آریوں پر ہے صد ہزار افسوس دل میں آتا ہے بار بار افسوس
 ہو گئے حق کے سخت نافرمان کر دیا دیں کو قوم پر قرباں!
 وہ نشاں جس کی روشنی سے جہاں ہو کے بیدار ہو گیا لرزائ
 ان نشانوں سے ہیں یہ انکاری پر کہاں تک چلے گی طریقہ
 اُن کے باطن میں اک اندر ہے کبین و خوت نے آ کے گھیرا ہے
 لڑ رہے ہیں خُدائے یکتا سے باز آتے نہیں ہیں غونما سے
 قوم کے خوف سے وہ مرتے ہیں سو نشاں دیکھیں کب وہ ڈرتے ہیں
 موتِ لیکھو بڑی کرامت ہے پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے
 میرے مالک تو ان کو خود سمجھا
 آسمان سے پھر اک نشان دکھلا



شانِ اسلام

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدئی یہی ہے
 آے سونے والو جاگو! شمسِ اضحیٰ یہی ہے
 مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
 آب آسمان کے پیچے دین خدا یہی ہے
 وہ دلستاں نہاں ہے، کس رہ سے اُس کو دیکھیں
 ان مشکلوں کا یارو! مشکل گشا یہی ہے
 باطن سیہ ہیں جن کے اس دیں سے ہیں وہ مُنگر
 پر آئے اندر ہیرے والو! دل کا دیا یہی ہے
 دنیا کی سب دُکانیں ہیں، ہم نے دیکھی بھالیں
 آخر ہوا یہ ثابت دارُ الشفاء یہی ہے
 سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
 ہر طرف میں نے دیکھا بُتنا ہرا یہی ہے

دُنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
 پی لو تم اس کو یارو! آب بقا یہی ہے
 اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
 پر دیکھتے نہیں ہیں دُشمن بلا یہی ہے
 جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
 نکیوں کی ہے یہ خصلت راہ حیا یہی ہے
 جو ہو مفید لینا جو بد ہو اُس سے بچنا
 عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے
 ملتی ہے بادشاہی اس دیں سے آسمانی
 آئے طالبان دولت! ظلیل ہما یہی ہے
 سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ
 اُس کا ہے جو یگانہ چہرہ نما یہی ہے
 سو سو نشان دکھا کر لاتا ہے وہ بُلا کر
 مجھ کو جو اُس نے بھیجا بس مُدد عا یہی ہے
 کرتا ہے مجزوں سے وہ یار دیں کوتازہ
 اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے

یہ سب نشان ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ
 آئے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے
 کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشان نہیں ہے
 دیں کی مرے پیارو! زریں قبا یہی ہے
 افسوس آریوں پر جو ہو گئے ہیں شپر
 وہ دیکھ کر ہیں مُنکِر ظلم و جفا یہی ہے
 معلوم کر کے سب کچھ محروم ہو گئے ہیں
 کیا ان نیوگیوں کا ذہن رسا یہی ہے
 اک ہیں جو پاک بندے اک ہیں دلوں کے گندے
 جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے
 ان آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بدزبانی
 ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا یہی ہے
 پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی
 پر ان سیہ دلوں کا شیوه سدا یہی ہے
 افسوس سب و توہین سب کا ہوا ہے پیشہ
 کس کو کہوں کہ ان میں ہر زہ درا یہی ہے

آخر یہ آدمی تھے پھر کیوں ہوئے درندے
 کیا جوں ان کی بگڑی یا خود قضا یہی ہے
 جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری
 کس کس کا نام لیوں ہر سو وبا یہی ہے
 لیکھو کی بذریانی کا رذ ہوئی تھی اس پر
 پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے
 اپنے کے کا شمرہ لیکھو نے کیسا پایا
 آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
 نبیوں کی ہٹک کرنا اور گالیاں بھی دینا
 کتوں سا کھولنا مُنہ تخم فنا یہی ہے
 میٹھے بھی ہو کے آخر نشتر ہی ہیں چلاتے
 ان تیرہ باطنوں کے دل میں دغا یہی ہے
 جاں بھی اگرچہ دیویں ان کو بطورِ احسان
 عادت ہے ان کی گُفران رنج و عناء یہی ہے
 ہندو کچھ ایسے بگڑے دل پُر ہیں بُغض و کیم سے
 ہر بات میں ہے تو ہیں طرزِ ادا یہی ہے

جاں بھی ہے ان پر قرباں گر دل سے ہو ویں صافی
 پس ایسے بدگنوں کا مجھ کو گلا یہی ہے
 احوال کیا کہوں میں اس غم سے اپنے دل کا
 گویا کہ ان غنوں کا مہماں سرا یہی ہے
 لیتے ہی جنم اپنا دشمن ہوا یہ فرقہ
 آخر کی کیا امیدیں جب ابتدا یہی ہے
 دل پھٹ گیا ہمارا تحقیر سُنتے سُنتے
 غم تو بہت ہیں دل میں پر جاں گزا یہی ہے
 دنیا میں گرچہ ہو گی سو قسم کی بُرانی
 پاکوں کی ہتک کرنا سب سے بُرا یہی ہے
 غفلت پر غافلوں کی روتے رہے ہیں مُرسل
 پر اس زمان میں لوگو! نوحہ نیا یہی ہے
 ہم بد نہیں ہیں کہتے اُن کے مقدسوں کو
 تعلیم میں ہماری حکمِ خُدا یہی ہے
 ہم کو نہیں سکھاتا وہ پاک بدنیانی
 تقویٰ کی جڑ یہی ہے صدق و صفا یہی ہے

پر آریوں کے دیں میں گالی بھی ہے عبادت
 کہتے ہیں سب کو جھوٹے کیا اتفاق یہی ہے
 جتنے نبی تھے آئے موسیٰ ہو یا کہ عیسیٰ
 مکار ہیں وہ سارے ان کی عدا یہی ہے
 اک وید ہے جو سچا باقی کتابیں ساری
 جھوٹی ہیں اور جعلی اک راہنمایہی ہے
 یہ ہے خیال ان کا پرست بنا یا تنکا
 پر کیا کہیں جب ان کا فہم و ذکا یہی ہے
 کیرا جو دب رہا ہے گوبر کی تہ کے نیچے
 اُس کے گماں میں اُس کا ارض و سما یہی ہے
 ویدوں کا سب خلاصہ ہم نے نیوگ پایا
 ان پُشتوں کی رو سے کارج بھلا یہی ہے

۱۔ اگر ایسے لوگ بھی ان میں ہیں جو خدا کے پاک نبیوں کو گالیاں نہیں دیتے اور صلاحیت اور شرافت
 رکھتے ہیں وہ ہمارے بیان سے باہر ہیں۔ منہ
 ۲۔ اس جگہ وید کے لفظ سے وہ تعلیم مراد ہے جو آریہ سماج والوں نے اپنے زعم میں ویدوں کے حوالہ سے
 شائع کی ہے، ورنہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم ویدوں کی اصل حقیقت کو خدا تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں۔ ہم نہیں
 جانتے کہ ان لوگوں نے اسمیں کیا بڑھایا اور کیا گھٹایا۔ جب کہ ہندوستان اور پنجاب میں وید کی پیروی کا
 دعویٰ کرنے والے صد ہاندہب ہیں تو ہم کسی خاص فرقہ کی غلطی کو وید پر کیونکر تھوپ سکتے ہیں۔ پھر یہ بھی
 ثابت ہے کہ وید بھی محرف ہو چکا ہے۔ پس بوج تحریف اس سے کسی بہتری کی امید بھی لا حاصل ہے۔ منہ

جس اسٹریل کو لڑکا پیدا نہ ہو پیاس سے
 ویدوں کی رو سے اُس پر واجب ہوا یہی ہے
 جب ہے یہی اشارہ پھر اس سے کیا ہے چارہ
 جب تک نہ ہو ویں گیا رہ لڑکے روا یہی ہے
 ایشر کے گن عجب ہیں ویدوں میں اے عزیزو!
 اس میں نہیں مرّت ہم نے سُنا یہی ہے
 دے کر نجاتِ ملکتی پھر چھینتا ہے سب سے
 کیسا ہے وہ دیالو جس کی عطا یہی ہے
 ایشر بنا ہے مُنہ سے خالق نہیں کسی کا
 رُوحیں ہیں سب آنادی پھر کیوں خدا یہی ہے
 رُوحیں اگر نہ ہوتیں ایشر سے کچھ نہ بنتا
 اس کی حکومتوں کی ساری بنا یہی ہے
 اُن کا ہی مُنہ ہے بتتا ہر کام میں جو چاہے
 گویا وہ بادشہ ہیں اُن کا گدا یہی ہے
 القصہ آریوں کے ویدوں کا یہ خدا ہے
 اُن کا ہے جس پر تکمیل وہ بے نوا یہی ہے

اے آریو! کھوابِ ایشر کے ہیں یہی گن
 جس پر ہو ناز کرتے بولو وہ کیا یہی ہے
 ویدوں کو شرم کر کے تم نے بہت چھپایا
 آخر کو راز بستہ اُس کا کھلا یہی ہے
 قدرت نہیں ہے جس میں وہ خاک کا ہے ایشر
 کیا دینِ حق کے آگے زور آزمائیں ہے
 کچھ کم نہیں بُتوں سے یہ ہندوؤں کا ایشر
 چچ پوچھئے تو والله بُت دوسرا یہی ہے
 ہم نے نہیں بنائیں یہ اپنے دل سے باتیں
 ویدوں سے آئے عزیزو ہم کو ملا یہی ہے
 فطرت ہر اک بشر کی کرتی ہے اس سے نفرت
 پھر آریوں کے دل میں کیونکر بسا یہی ہے
 یہ حکم وید کے ہیں جن کا ہے یہ نمونہ
 ویدوں سے آریوں کو حاصل ہوا یہی ہے
 خوش خوش عمل ہیں کرتے اداشاں سارے اس پر
 سارے نیوگیوں کا اک آسرٹ یہی ہے

لے یاد رہے کہ وید کی تعلیم سے مراد ہماری اس جگہ وہ تعلیمیں اور وہ اصول ہیں جن کو آریہ لوگ اس جگہ ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نیوگ کی تعلیم وید میں موجود ہے۔ اور بقول انکے وید بلند آواز سے کہتا ہے کہ جس کے گھر میں کوئی اولاد نہ ہو یا صرف لڑکیاں ہوں تو اس کیلئے یہ ضروری امر ہے کہ وہ اپنی

پھر کس طرح وہ مانیں تعلیم یہاں پا کے فرقاں

اُن کے تو دل کا رہبر اور مُقتدا یہی ہے

باقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۸۶ یہوی کو اجازت دے کہ وہ دوسرے سے ہم بستر ہو اور اس طرح اپنی نجات کے لئے لڑکا حاصل کرے اور گیارہ لڑکے حاصل کرنے تک یہ تعلق قائم رہ سکتا ہے اور اس کا خاوند کہیں سفر میں گیا ہو تو خود اس کی یہوی نیوگ کی نیت سے کسی دوسرے آدمی سے آشنا کی کا تعلق پیدا کر سکتی ہے تا اس طریق سے اولاد حاصل کرے اور پھر خاوند کے سفر سے واپس آنے پر یہ تھنہ اس کے آگے پیش کرے اور اُس کو دکھاوے کہ ٹو توال حاصل کرنے گیا تھا، مگر میں نے تیرے پیچھے یہ مال کمایا ہے۔ پس عقل اور غیرتِ انسانی تجویز نہیں کر سکتی کہ یہ بے شرمی کا طریق جائز ہو سکے۔ اور کیونکہ جائز ہو؟ حالانکہ اس یہوی نے خاوند سے طلاق حاصل نہیں کی اور اس کی قید نکاح سے اُس کو آزادی حاصل نہیں ہوئی۔

افسوس بلکہ ہزار افسوس کے پیدا ہاتھیں ہیں جو آریہ لوگ دیدی کی طرف منسوب کرتے ہیں، مگر ہم نہیں کہ سکتے کہ درحقیقت یہی تعلیم دیدی کی ہے۔ ممکن ہے ہندوؤں کے بعض جوگی جو مجرّد درستے ہیں اور اندر ہی اندر نفسانی جذبات ان کو مغلوب کر لیتے ہیں انہوں نے یہ باتیں خود بنا کر دیدی کی طرف منسوب کر دی ہوں یا تحریف کے طور پر دیدوں میں شامل کر دی ہوں، کیونکہ محقق پنڈتوں نے لکھا ہے کہ ایک زمانہ دیدوں پر وہ بھی آیا ہے کہ ان میں بڑی تحریف کی گئی ہے اور ان کے بہت سے پاک مسائل بدلا دیئے گئے ہیں، ورنہ عقل قبول نہیں کرتی کہ دیدے نے ایسی تعلیم دی ہو اور نہ کوئی فطرت صحیح قبول کرتی ہے کہ ایک شخص اپنی پاک دامن یہوی کو بغیر اس کے کہ اس کو طلاق دے کر شرعی طور پر اُس سے قطع تعلق کرے۔ یوں ہی اولاد حاصل کرانے کے لئے اپنے ہاتھ دوسرے سے ہم بستر کر دے۔ کیونکہ یہ تو دیلوں کا کام ہے۔ ہاں اگر کسی عورت نے طلاق حاصل کر لی ہو اور خاوند سے اس کا کوئی تعلق نہ رہا ہو تو اس صورت میں ایسی عورت کے لئے جائز ہے کہ دوسرے سے نکاح کرے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ اس کی پاک دامنی پر حرف، ورنہ ہم بلند آواز سے کہتے ہیں کہ نیوگ کا نتیجہ اچھا نہیں ہے۔ جس صورت میں آریہ سماج کے لوگ ایک طرف تو عورت کے پرداہ کے خلاف ہیں کہ مسلمانوں کی رسم ہے۔ پھر دوسری طرف جبکہ ہر روز نیوگ کا ”پاک“، مسئلہ ان عورتوں کے کانوں تک پہنچتا رہتا

جب ہو گئے ہیں مُلزم اُترے ہیں گالیوں پر

ہاتھوں میں جاہلوں کے سنگِ جفا یہی ہے

باقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۸ ہے اور ان عورتوں کے دلوں میں جما ہوا ہے کہ ہم دوسرا مردوں سے بھی ہم بستر ہو سکتی ہیں، تو ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ ایسی باتوں کے سُننے سے خاص کر جبکہ ویدوں کے حوالہ سے بیان کی جائی ہیں کس قدر ناپاک شہوات عورتوں کی جوش ماریں گی بلکہ وہ تو دس قدم اور بھی آگے بڑھیں گی اور جبکہ پردہ کا پل بھی ٹوٹ گیا تو ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ان ناپاک شہروں کا سیلاپ کھاں تک خانہ رابی کرے گا۔ چنانچہ بُجکن ناتھ اور بنارس اور کئی جگہ میں اسکے نمونے بھی موجود ہیں۔ کاش! اس قوم میں کوئی بُجھدار پیدا ہو!

اور ہمیں یہ بھی سمجھنیں آتا کہ مکتی حاصل کرنے کیلئے اولاد کی ضرورت کیوں ہے؟ کیا ایسے لوگ جیسے پنڈت دیانتدھا جس نے شادی نہیں کی اور نہ کوئی اولاد ہوئی مکتی سے محروم ہیں؟ اور ایسی مکتی پر تو لعنت بھیجا چاہیے کہ اپنی عورت کو دوسرا سے ہم بستر کر کر اور ایسا فعل اس سے کرا کر جو عام دنیا کی نظر میں زنا کی صورت میں ہی حاصل ہو سکتی ہے اور بجرہ اس ناپاک فعل کے اور کوئی ذریعہ اس کی مکتی کا نہیں۔ اور یہ بھی ہم نہیں سمجھ سکتے کہ جو ہزاروں طاقتیں اور قوتیں اور خاصیتیں روحوں اور ذریعاتِ اجسام میں ہیں وہ سب قدیم سے خود بخود ہیں پر میشر سے وہ حاصل نہیں ہو سکیں۔ پھر ایسا پر میشر کس کام کا ہے اور اس کے وجود کا ثبوت کیا ہے؟ اور کیا وجہ کہ اس کو پر میشر کہا جائے اور کامل اطاعت کا وہ کیونکر مستحق ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس کی پرورش کامل نہیں اور جن طاقتیوں کو اس نے آپ نہیں بنایا اُن کا علم اُس کو کیونکر ہے؟ اور جبکہ وہ ایک روح کے پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا تو کون معنوں سے اُس کو سرس بشکتی مان کیا جاتا ہے جبکہ اس کی شکستی صرف جوڑ نے تک ہی محدود ہے۔ میرا دل تو یہی گواہی دیتا ہے کہ یہ ناپاک تعیینیں وید میں ہرگز نہیں ہیں۔ پر میشر تو تجویزی پر میشر رہ سکتا ہے جبکہ ہر ایک فیض کا وہی مبداء ہو۔ وید انت والوں نے بھی اگرچہ غلطیاں کی ہیں، مگر تھوڑی سی اصلاح سے ان کا مذہب قبلی اعتراض نہیں رہتا، مگر دیانت کا مذہب تو سراسر گندہ معلوم ہوتا ہے کہ دیانت نے ان جھوٹے فلسفیوں اور منظقوں کی پیروی کی ہے جن کو وید سے کچھ بھی تعلق نہ تھا بلکہ وید کے در پردہ پکے دشمن تھے۔ اسی وجہ سے ان کے مذہب میں پر میشر کی وہ تعظیم نہیں جو ہونی چاہئے اور نہ پاک دل جو گیوں کی طرح پر میشر سے ملنے کے لئے مجاہدات کی تعلیم

رُکتے نہیں ہیں ظالم گالی سے ایک دم بھی
 ان کا تو شغل و پیشہ صح و مسا یہی ہے
 کہنے کو وید والے پر دل ہیں سب کے کالے
 پر دہ اٹھا کے دیکھو ان میں بھرا یہی ہے
 فطرت کے ہیں درندے مُردار ہیں نہ زندے
 ہر دم زبان کے گندے قبرِ خدا یہی ہے
 دین خدا کے آگے کچھ بن نہ آئی آخر
 سب گالیوں پر اُترے دل میں اٹھا یہی ہے
 شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں اُن کے ہر گز
 وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انہنا یہی ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۸۸ ہے۔ صرف تعجب اور خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں سے کینہ اور گالیاں دینا یہی شخص
 بد نصیب اپنے چیلوں کو سکھا گیا ہے۔ بلکہ یوں کہو کہ ایک زہر کا پیالہ پلا گیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ
 ہمارا سب اعتراض دیا نہ کے فرضی ویدوں پر ہے نہ خدا کی کسی کتاب پر۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔ منه
 ۱۔ اگر ایسے لوگ بھی ان میں ہیں جو خدا کے پاک نبیوں کو گالیاں نہیں دیتے اور صلاحیت اور
 شرافت رکھتے ہیں وہ ہمارے اس بیان سے باہر ہیں۔ منه
 ۲۔ یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اُن آریہ سماج والوں کی نسبت ہے جنہوں نے اپنے اشتہاروں اور
 رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ سے اپنی گندی طبیعت کا ثبوت دیدیا ہے اور ہزار ہا گالیاں خدا تعالیٰ کے
 پاک نبیوں کو دی ہیں جن کی اخبار اور کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں، مگر شریف طبع لوگ اس جگہ ہماری
 مراد نہیں ہیں اور نہ وہ ایسے طریق کو پسند کرتے ہیں۔ منه

ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ تو انا
 اُس نے ہے کچھ دکھانا اس سے رجا یہی ہے
 ان سے دو چار ہونا عزّت ہے اپنی کھونا
 ان سے ملáp کرنا راہ ریا یہی ہے
 بس آئے مرے پیارو! عقیلی کومت بسا رو
 اس دیں کو پاؤ یارو بدر الدجے یہی ہے
 میں ہوں ستم رسیدہ اُن سے جو ہیں رمیدہ
 شاہد ہے آب دیدہ واقف بڑا یہی ہے
 میں دل کی کیا سُناؤں کس کو یہ غم بتاؤں
 دُکھ درد کے ہیں جھگڑے مجھ پر بلا یہی ہے
 دیں کے غنوں نے مارا ب دل ہے پارہ پارہ
 دلبر کا ہے سہارا ورنہ فنا یہی ہے
 ہم مر چکے ہیں غم سے کیا پوچھتے ہو ہم سے
 اس یار کی نظر میں شرط وفا یہی ہے
 بر باد جائیں گے ہم گروہ نہ پائیں گے ہم
 رونے سے لا میں گے ہم دل میں رجا یہی ہے

وہ دن گئے کہ راتیں کلٹتی تھیں کر کے باتیں
 آب موت کی ہیں گھاٹیں غم کی کھا یہی ہے
 جلد آپیارے ساقی اب کچھ نہیں ہے باقی
 دے شربتِ تلاٰتی حرص و ہوا یہی ہے
 شکرِ خدائے رحماء! جس نے دیا ہے قرآن
 عنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے
 کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
 دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے
 دیکھی ہیں سب کتابیں محمل ہیں جیسی خوابیں
 خالی ہیں ان کی قابیں خوان ہڈی یہی ہے
 اُس نے خدا ملایا وہ یار اُس سے پایا
 راتیں تھیں جتنی گذریں اب دن چڑھا یہی ہے
 اُس نے نشاں دکھائے طالب سمجھی بلاۓ
 سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے
 پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
 دُنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے

کہتے ہیں حُسْنِ یوسفٌ دُلش بہت تھا لیکن
 خوبی وِ دُلبری میں سب سے سوا یہی ہے
 یوسفٌ تو سن چکے ہو اک چاہ میں گرا تھا
 یہ چاہ سے نکالے جس کی صدای یہی ہے
 اسلام کے محاسن کیونکر بیان کروں میں
 سب خشک باغ دیکھے پُھولا پَھلا یہی ہے
 ہر جا زمیں کے کیڑے دیس کے ہوئے ہیں دُشمن
 اسلام پر خدا سے آج ابتلا یہی ہے
 کھتم جاتے ہیں پچھہ آنسو یہ دیکھ کر کہ ہر سُو
 اس غم سے صادقوں کا آہ و بُکا یہی ہے
 سب مشرکوں کے سر پر یہ دیس ہے ایک خنجر
 یہ شرک سے چھڑاوے اُن کو آذمی یہی ہے
 کیوں ہو گئے ہیں اس کے دُشمن یہ سارے گمراہ
 وہ رہنمَا ہے رازِ پُھن و چرا یہی ہے
 دیس غار میں چُھپا ہے اک شور گفر کا ہے
 اب تم دُعائیں کر لو غارِ حرا یہی ہے

وہ پیشوں ہمارا جس سے ہے ٹور سارا
 نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
 سب پاک ہیں پیغمبر اک دوسرے سے بہتر
 لیک از خدائے برتر خیر الوری یہی ہے
 پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
 اُس پر ہر اک نظر ہے بدُر الدّجے یہی ہے
 پہلے تورہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اُتارے
 ممیں جاؤں اُس کے وارٹے بس ناخدا یہی ہے
 پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
 دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
 وہ یارِ لامکانی، وہ دلبر نہانی
 دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہ نما یہی ہے
 وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلین ہے
 وہ طیب وَ ائمیں ہے اُس کی ثناء یہی ہے
 حق سے جو حکم آئے سب اُس نے کر دکھائے
 جو راز تھے بتائے نعم العطاء یہی ہے

آنکھ اُس کی دُور بین ہے دل یار سے قریں ہے
 ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیاء یہی ہے
 جوراً دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
 دولت کا دینے والا فرمان روا یہی ہے
 اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
 وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
 وہ لمبے بگانہ علموں کا ہے خزانہ
 باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
 سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدا یا
 وہ جس نے حق دیکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
 ہم تھے دلوں کے اندر ہے سو سو دلوں میں پھندے
 پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبی یہی ہے
 آئے میرے رپِ حمل تیرے ہی ہیں یہ احسان
 مشکل ہو تجھ سے آسائی ہر دم رجا یہی ہے

۱۔ جندے سے مراد اس جگہ قفل ہے۔ چونکہ اس جگہ کوئی شاعری دکھانا منظور نہیں اور نہ میں یہ نام اپنے
 لئے پسند کرتا ہوں۔ اس لئے بعض جگہ میں نے پنجابی الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہمیں صرف اردو سے
 کچھ غرض نہیں اصل مطلب امر حق کو دلوں میں ڈالنا ہے۔ شاعری سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ منه

اے میرے یارِ جانی! خود کر تو مہربانی
 ورنہ بلائے دُنیا اک اژدھا یہی ہے
 دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ پُوموں
 قرآن کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے
 جلد آمرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے
 مُنہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے
 کہتے ہیں جوشِ اُلفت کیساں نہیں ہے رہتا
 دل پر مرے پیارے ہر دم گھٹا یہی ہے
 ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دُلبر
 جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے
 دُنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
 معشوق ہے تو میرا عشق صفا یہی ہے
 مشتِ غبار اپنا تیرے لئے اُڑایا
 جب سے سُنا کہ شرطِ مہر و وفا یہی ہے
 دُلبر کا ڈرد آیا حرفِ خودی مٹایا
 جب مَمیں مرا جلایا جامِ بقا یہی ہے

اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم میں
 پر کیا کروں کہ اس نے مجھ کو دیا یہی ہے
 حرف وفا نے چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
 اس دلبر ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے
 جب سے ملا وہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
 دل ہو گئے ہیں پھر قدر و قضا یہی ہے
 مجھ کو ہیں وہ ڈراتے پھر پھر کے درپ آتے
 تنق و تبر دکھاتے ہر سو ہوا یہی ہے
 دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
 ہشیار ساری دُنیا اک باڈلا یہی ہے
 اس رہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سُنا وں
 دُکھ دار کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے
 دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
 دیوانہ مت کہو تم عقلِ رسا یہی ہے
 آئے میرے یارِ جانی! کر خود ہی مہربانی
 مت کہہ کہ لُنْ تَرَانِی تجھ سے رجا یہی ہے
 فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاں کنی ہے
 عاشق جہاں پ مرتے وہ کربلا یہی ہے

تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دُوری
 طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بکلا یہی ہے
 تُجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
 ہم جا پڑے کنارے جائے بُکا یہی ہے
 ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا
 پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے
 اے میرے دل کے درماں ہجران ہے تیرا سوزاں
 کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے
 اک دیں کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
 سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے
 کیونکر تباہ وہ ہووے کیونکر فنا وہ ہووے
 ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے
 ایسا زمانہ آیا جس نے غصب ہے ڈھایا
 جو پیستی ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے
 شادابی و اطافت اس دیں کی کیا کہوں میں
 سب خشک ہو گئے ہیں پھولہ پھلا یہی ہے
 آنکھیں ہر ایک دیں کی بے نور ہم نے پائیں
 سُرِ مہ سے معرفت کے اک سُرِ مہ سا یہی ہے

لعل یمن بھی دیکھے درِ عدن بھی دیکھے
 سب جو ہروں کو دیکھا دل میں بچا یہی ہے
 انکار کر کے اس سے پچھتاوے گے بہت تم
 بتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے
 پر آریوں کی آنکھیں آندھی ہوتی ہیں ایسی
 وہ گالیوں پہ اترے دل میں پڑا یہی ہے
 بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے
 جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے
 گو ہیں بہت درندے انسان کی پوستیں میں
 پاکوں کا خون جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے
 کس دیں پہ ناز اُن کو جو ولید کے ہیں حامی
 مذہب جو چکل سے خالی وہ کھوکھلا یہی ہے
 آئے آریو! یہ کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا ہے
 ان شوخیوں کو چھوڑو راہِ حیا یہی ہے

۱۔ یاد رہے کہ وید پر ہمارا کوئی حملہ نہیں ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ اسکی تفسیر میں کیا کیا تصرف کئے گئے آریہ
 ورت کے صد ہاندہب اپنے عقائد کا ویدوں پر ہی انحصار رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن
 ہیں اور باہم اُن کا سخت اختلاف ہے۔ پس ہم اس جگہ وید سے مراد صرف آریہ یماج والوں کی شائع کردہ
 تعلیمیں اور اصول یتی ہیں۔ منہ

مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے
 بہتر تھا باز آتے دُور از بلا یہی ہے
 جس کی دعا سے آخر لیکھوں مرا تھا کٹ کر
 ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
 اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
 گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے
 اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھادے
 سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے
alislam.org/urdu
 کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
 اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مددعا یہی ہے



آریوں سے خطاب

عزیزو! دوستو! بھائیو! سُنو بات خدا بخشے تمہیں عالی خیالات
 ہمیں کچھ کیں نہیں تم سے پیارو نہ کیں کی بات ہے تم خود بچارو
 اگر کھنچے کوئی کینے کی توار تو اس سے کب ملے بچھڑا ہوا یار
 غرض پَندو نصیحت ہے نہ کچھ اور
 کہ گر ایشر نہیں رکھتا یہ طاقت
 تو پھر اس پر خدائی کا گماں کیا
 کہاں کرتی ہے عقل اس کو گوارا
 وگر تم خالق اس کو مانتے ہو
 بھلا تم خود کہو انصاف سے صاف
 کہ کر سکتا نہیں اک جاں کو پیدا
 نہ اُن ہن چل سکے اس کی خُدائی
 نظر سے اس کے ہوں محبوب و مکرم
 معاذ اللہ! یہ سب باطل گماں ہے
 اگر بُھولے رہے اس سے کوئی جاں
 نہ اک ذرہ ہوا اس سے ہویدا
 نہ اُن ہن کر سکے زور آزمائی
 نہ ہو تعداد تک بھی اس کو معلوم
 وہ خود ایشر نہیں جو ناتوان ہے
 تو پھر ہو جاوے اس کا ملک ویراں

پیارو! یہ روا ہرگز نہیں ہے خدا وہ ہے جو رب العالمین ہے
 یہ ایسی بات مُنہ سے مت نکالو
 خطا کرتے ہو ہوش اپنے سنبھالو
 تو ہر ذرّے کا وہ مالک کہاں ہو
 تو پھر کا ہے کی ہے قادر وہ ہیہات
 اگر ہے دیں یہی پھر کفر کیا ہے
 تو پھر اس ذات کی حاجت رہی کیا
 تو بس پھر ہو چکی اس سے خدائی
 تو پھر اتنا حُدایٰ کا ہے کیوں شور
 کہ عاجز ہو بنانے جسم و جاں سے
 کہ جس سے جگت رُوحون کا جُدا ہے
 انہیں سب کے سہارے پر کرے راج
 بھلا اس کو خدا کہنا ہی کیا بات
 کہاں من من کا ہو انتر گیانی
 تو پھر سوچو ذرا ہو کے خردمند
 تو پھر کیا رہ گیا ایش کا سامان
 کہ تا قدرت کا ہو پھر باب مفتوح
 تو ایش کی ہوئی سب ختم مایا

alislam.org/urdu

تناخ اڑ گیا آئی قیامت کرو کچھ فکر اب حضرت سلامت
 عزیزو کچھ نہیں اس بات میں جاں اگر کچھ ہے تو دکھلاؤ بمیداں
 بہت ہم نے بھی اس میں زور مارا خیالستان کو جانچا ہے سارا
 مگر ملتی نہیں کوئی بھی بُرہاں بھلا سچ کس طرح ہو جائے بہتاں
 نہ ہو گا کوئی ایسا مٹ زمین پر کہ یہ باتیں کہے جاں آفریں پر
 دُعا کرتے رہو ہر دم پیارو ہدایت کے لیے حق کو پکارو
 دعا کرنا عجب نعمت ہے پیارے دعا سے آ لگے کشتنی کنارے
 اگر اس نخل کو طالب لگائے تو اک دن ہو رہے برخانہ جائے

ہمارا کام تھا وعظ و منادی
 سو ہم سب کر چکے وَاللّهُ ہادی

الراقم مرزاغلام احمد رئیس قادریان

الثامن من الشہر المبارک المحرم بارکہ اللہ لجمیع المؤمنین

۱۲۹۵ هجری المقدس علی صاحبہ الصلوٰۃ و السّلام



غیرتِ اسلامی کو اپیل

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
 دل میں اٹھتا ہے مرے سو سو ابال
 اس قدر کین و تعصّب بڑھ گیا
 جس سے کچھ ایماں جو تھا وہ سڑ گیا
 کیا یہی تقویٰ یہی اسلام تھا
 جس کے باعث سے تمہارا نام تھا



توبہ سے عذاب مل جاتا ہے

کیا تضرع اور توبہ سے نہیں ملتا عذاب
 کس کی یہ تعلیم ہے دکھلاؤ تم مجھ کو شتاب
 آئے عزیزو! اس قدر کیوں ہو گئے تم بے حیا
 کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوفِ خدا



اللہ تعالیٰ کو خاکساری پسند ہے

اہی بخش کے کیسے تھے یہ تیر کہ آخر ہو گیا اُن کا وہ نجیب
 اسی پر اس کی لعنت کی پڑی مار کوئی ہم کو تو سمجھاوے یہ اسرار
 تکشیر سے نہیں ملتا وہ دلدار ملے جو خاک سے اُس کو ملے یار
 کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے کرے پاک آپ کو قب اُس کو پاوے
 پسند آتی ہے اُس کو خاکساری تذلل ہے رہ درگاہ باری
 عجب ناداں ہے وہ مغروف و گمراہ کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ
 بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
 مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے



اتمامِ حجت

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا
 ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے
 یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
 تیری اک روزاے گستاخ! شامت آنے والی ہے
 ترے مکروں سے اے جاہل! مرافقاں نہیں ہرگز
 کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے
 اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدلتے جو میں کہتا ہوں
 کہ عزت بمحکم کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے
 بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق
 مگر یہ یاد رکھ اک دن ندادمت آنے والی ہے
 خدا رُسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا
 سنواے منکرو! اب یہ کرامت آنے والی ہے

خدا ظاہر کرے گا اک نشان پُر رُعب و پُر پیغت
 دلوں میں اس نشان سے استقامت آنے والی ہے
 خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
 مری خاطر خدا سے یہ علامت آنے والی ہے



alislam.org/urdu

انذار و تبیشیر

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
 زلزلہ کیا اس جہاں سے گوچ کر جانے کے دن
 تم تو ہو آرام میں، پر اپنا قصہ کیا کہیں
 پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن
 کیوں غصب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو ناغفلو!
 ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھلانے کے دن
 غیر کیا جانے کہ غیرت اس کی کیا دکھلانے کی
 خود بتائے گا اُنہیں وہ یار بتلانے کے دن
 وہ چمک دکھلانے گا اپنے نشاں کی ٹیڈی بار
 یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن
 طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
 اُس مرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن
 وہ گھٹری آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
 اب تو تحوڑے رہ گئے دجال کھلانے کے دن

اے مرے پیارے! یہی میری دعا ہے روز و شب
 گود میں تیری ہوں ہم اُس خون دل کھانے کے دن
 کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
 فضل کا پانی پلا اس آگ برسانے کے دن
 اے مرے یارِ یگانہ! اے مری جاں کی پناہ!
 کرۂ دین اپنے کرم سے دیں کے پھیلانے کے دن
 پھر بہار دیں کو دکھلا اے مرے پیارے قدیر!
 کب تک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن
 دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
 اے مرے سُورج دکھا اس دیں کے چپکانے کے دن
 دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جاں بھی ہے زیر و زبر
 اک نظر فرم اکہ جلد آئیں ترے آنے کے دن
 چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
 کب تک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دن
 کچھ خبر لے تیرے گوچ میں یہ کس کا شور ہے
 کیا مرے دلدار تو آئے گا مر جانے کے دن
 ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا
 آگئے اس باغ پر اے یارِ مرجھانے کے دن

تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
 ورنہ دیں میت ہے اور یہ دن ہیں دفاترے کے دن
 اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
 دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن
 میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
 آگئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانے کے دن
 جب سے میرے ہوش غم سے دیں کے ہیں جاتے رہے
 طور دُنیا کے بھی بد لے ایسے دیوانے کے دن
 چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغ کسوف
 پھر زمیں بھی ہو گئی بے تاب تھرمانے کے دن
 کون روتا ہے کہ جس سے آسمان بھی رو پڑا
 لرزہ آیا اس زمیں پر اُس کے چلانے کے دن
 صبر کی طاقت جو تھی مجھ میں وہ پیارے اب نہیں
 میرے دل برابر دکھا اس دل کے بھلانے کے دن
 دوستو اُس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
 آئیں گے اس باغ کے اب جلد ٹھہرانے کے دن
 اک بڑی مدد سے دیں کو گفر تھا کھاتا رہا
 اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
 پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن
 دیں کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے
 اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
 چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسمان گاتا نہیں
 اب تو ہیں اے دل کے آندھو دیں گے نگانے کے دن
 خدمتِ دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بعض وکیں سے وقت
 اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو! یہ پچھلانے کے دن

alislam.org/urdu



ایک دفعہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے بچپن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ ان کے بھائی صاحبزادہ مرزا مبارک احمد (مرحوم) ان سے ناراض ہو گئے ہیں اور کسی طرح راضی نہیں ہو رہے۔ حضور نے جو اس وقت ایک کتاب تصنیف فرمائے تھے مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر دیئے جو حضرت نواب مبارکہ بیگم نے صاحبزادہ صاحب کے سامنے پڑھ دیئے تو وہ خوش ہو گئے۔

روایت حکیم دین محمد صاحب رجسٹر روایات جلد ۱۳ صفحہ ۷۲

مبارک کو میں نے ستایا نہیں
کبھی میرے دل میں یہ آیا نہیں
میں بھائی کو کیونکر ستا سکتی ہوں
وہ کیا میری اُنماء کا جایا نہیں
اللہی خطا کر دے میری معاف
کہ تجھے ہن تو رب البراء نہیں!



لوح مزار میرزا مبارک احمد

(نوشته ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء)

چگر کا ٹکڑا مبارک احمد جو پاک شکل اور پاک ٹھوڑا
وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے ہمارے دل کو خوبیں بنا کر
کہا کہ آئی ہے نیند مجھ کو یہی تھا آخر کا قول لیکن
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے بھی ہم پھر جگا کر
برس تھے آٹھ اور کچھ مہینے کہ جب خدا نے اُسے بلایا
بلانے والا ہے سب سے پیار اُسی پے اے دل تو جاں فدا کر



”جامبارک تھے فردوس مبارک ہوئے“^۱

۱۔ میں جو غلام احمد نام خدا کا مسیح موعود ہوں۔ مبارک احمد جس کا اوپر ذکر ہے میراڑ کا تھا وہ بتاریخ
کے شعبان ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۰۷ء بروز دوشنبہ بوقت نمازِ صبح وفات پا کر الہامی پیشگوئی کے
موافق اپنے خدا کو جاما۔ کیونکہ خدا نے میری زبان پر اس کی نسبت فرمایا تھا کہ وہ خدا کے ہاتھ سے دنیا
میں آیا ہے اور چھوٹی عمر میں ہی خدا کی طرف واپس جائے گا۔ منہ

بمطابق روایت حضرت میر محمد اسماعیل صاحب (سیرت المهدی حصہ سوم روایت نمبر ۵۲۸)

۲۔ خطبات محمود جلد اول صفحہ ۸۳ خطبہ عید الفطر فرمودہ حضرت مصلح موعود مورخ ۶ جنوری ۱۹۲۳ء قادیانی

محاسنِ قرآنِ کریم

ہے شکرِ ربِ عز وجل خارج از بیان
 جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشان
 وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
 ہو گی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
 اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا
 وہ اپنے مُنه کا آپ ہی آئینہ ہو گیا
 اُس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا
 ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
 اُس سے خدا کا چہرہ نمودار ہو گیا
 شیطان کا مکر و وسوسہ بے کار ہو گیا
 وہ رہ جو ذاتِ عز وجل کو دکھاتی ہے
 وہ رہ جو دل کو پاک و مُطہر بناتی ہے

وہ رہ جو یاڑِ گم شدہ کو کھینچ لاتی ہے
 وہ رہ جو جام پاک یقین کا پلاتی ہے
 وہ رہ جو اس کے ہونے پر حکم دلیل ہے
 وہ رہ جو اُس کے پانے کی کامل سبیل ہے
 اُس نے ہر ایک کو وہی رستہ دکھا دیا
 جتنے شکوک و شبہ تھے سب کو مٹا دیا
 افسردگی جو سینوں میں تھی دور ہو گئی
 ظلمت جو تھی دلوں میں وہ سب نور ہو گئی
 جو دور تھا خزان کا وہ بدلا بہار سے
 چلنے لگی نسیم عنایاتِ یار سے
 جاڑے کی رُت ظہور سے اس کے پلٹ گئی
 عشقِ خدا کی آگ ہر اک دل میں آٹ گئی
 جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
 پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے
 موجودوں سے اُس کی پرداز و ساویں کے پھٹ گئے
 جو گُفر اور فشق کے ٹیلے تھے کٹ گئے

قرآن خدا نُما ہے خدا کا کلام ہے!
 بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے
 جو لوگ شک کی سردیوں سے تحریراتے ہیں
 اس آفتاب سے وہ عجب دھوپ پاتے ہیں
 دُنیا میں جس قدر ہے مذاہب کا شور و شر
 سب قصہ گو ہیں نور نہیں ایک ذرہ بھر
 پر یہ کلام نوِ خدا کو دکھاتا ہے
 اُس کی طرف نشانوں کے جلوہ سے لاتا ہے
 جس دل کا صرف قصوں پر سارا مدار ہے
 وہ دل نہیں ہے ایک فسانہ گزار ہے
 پنج پُوچھئے تو قصوں کا کیا اعتبار ہے
 قصوں میں جھوٹ اور خطا بے شمار ہے
 ہے دل وہی کہ صرف وہ اک قصہ گو نہیں
 زندہ نشانوں سے ہے دکھاتا رہ یقین
 ہے دل وہی کہ جس کا خدا آپ ہو عیاں
 خود اپنی قدرتوں سے دکھاوے کہ ہے کہاں

جو معجزات سنتے ہو قصوں کے رنگ میں
 اُن کو تو پیش کرتے ہیں سب بحث و جنگ میں
 جتنے ہیں فرقے سب کا یہی کاروبار ہے
 قصوں میں مُجزوں کا بیان بار بار ہے
 پر اپنے دیں کا کچھ بھی دکھاتے نہیں نشاں
 گویا وہ رپِ ارض و سما آب ہے ناتواں
 گویا اب اس میں طاقت و قدرت نہیں رہی
 وہ سلطنت، وہ زور، وہ شوکت نہیں رہی
 یا یہ کہ آب خدا میں وہ رحمت نہیں رہی
 نیت بدل گئی ہے وہ شفقت نہیں رہی
 ایسا گماں خطا ہے کہ وہ ذات پاک ہے
 ایسے گماں کی نوبت آخر ہلاک ہے
 چ ہے یہی کہ ایسے مذاہب ہی مر گئے
 آب اُن میں کچھ نہیں ہے کہ جاں سے گذر گئے
 پابند ایسے دنیوں کے دُنیا پرست ہیں
 غافل ہیں ذوقِ یار سے دُنیا میں مَست ہیں

مقصود ان کا جینے سے دُنیا کمانا ہے
 مومن نہیں ہیں وہ کہ قدم فاسقانہ ہے
 تم دیکھتے ہو کیسے دلوں پر ہیں اُن کے زنگ
 دنیا ہی ہو گئی ہے غرض، دین سے آئے ننگ
 وہ دیں ہی چیز کیا ہے کہ جو رہنمای نہیں
 ایسا خدا ہے اس کا کہ گویا خدا نہیں
 پھر اُس سے سچی راہ کی عظمت ہی کیا رہی
 اور خاص وجہ صفوٰتِ ملّت ہی کیا رہی
 نورِ خدا کی اس میں علامت ہی کیا رہی
 توحیدِ خشک رہ گئی نعمت ہی کیا رہی
 لوگو سُو! کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
 جس میں ہمیشہ عادتِ قدرت نما نہیں
 مُردہ پرست ہیں وہ جو قصہ پرست ہیں
 پس اس لئے وہ مَوَرِدِ ذَلٌّ و شکست ہیں
 بن دیکھے دل کو دوستو! پڑتی نہیں ہے کل
 قِصّوں سے کیسے پاک ہو یہ نفسِ پُر خلل

کچھ کم نہیں یہودیوں میں یہ کہانیاں
 پر دیکھو کیسے ہو گئے شیطان سے ہم عناء
 ہر دم نشانِ تازہ کا محتاج ہے بشر
 قصوں کے مُجذبات کا ہوتا ہے کب اثر
 کیونکر ملے فسانوں سے وہ دلبِ ازل
 گر اک نشاں ہو ملتا ہے سب زندگی کا پھل
 قصوں کا یہ اثر ہے کہ دل پُر فساد ہے
 ایماں زباں پر سینہ میں حق سے عناد ہے
 دُنیا کی حرص و آز میں یہ دل ہیں مر گئے
 غفلت میں ساری عمر بسر اپنی کر گئے
 آئے سونے والو! جا گو کہ وقتِ بہار ہے
 اب دیکھو آکے ڈرپ پر ہمارے وہ یار ہے
 کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
 لعنت ہے ایسے جینے پر گراؤں سے ہیں جُدا
 اس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصلِ مُدّعا
 جنت بھی ہے یہی کہ ملے یا رہ آشنا

آے ہُپ جاہ والو! یہ رہنے کی جا نہیں
 اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں
 دیکھو تو جا کے اُن کے مقابر کو اک نظر
 سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر
 اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
 اک دن یہ صحِ زندگی کی تم پ شام ہے
 اک دن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائیں گے
 پھر دن کر کے گھر میں تاؤسف سے آئیں گے
 آے لوگو! عیشِ دُنیا کو ہرگز وفا نہیں
 کیا تم کو خوفِ مرگ و خیالِ فنا نہیں
 سوچو کہ باپِ دادے تمہارے کدھر گئے
 کس نے بُلا لیا وہ سمجھی کیوں گذر گئے
 وہ دِن بھی ایک دن تمہیں یار و نصیب ہے
 خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے
 ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
 نفسِ دُنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو

ملتی نہیں عزیزو! فقطِ قصوں سے یہ راہ
 وہ روشنی نشانوں سے آتی ہے گاہ گاہ
 وہ لغو دیں ہے جس میں فقطِ قصہ جات ہیں
 اُن سے رہیں الگ جو سعید الصفات ہیں
 صد حیف اس زمانہ میں قصوں پر ہے مدار
 قصوں پر سارا دیں کی سچائی کا انحصار
 پر نقد معجزات کا کچھ بھی نشاں نہیں
 پس یہ خدائے قصہ خدائے جہاں نہیں
 دُنیا کو ایسے قصوں نے یک سرتباہ کیا!
 مُشرک بنا کے گُفر دیا رُوسیہ کیا
 جس کو تلاش ہے کہ ملے اُس کو کردار
 اُس کے لئے حرام جو قصوں پر ہو نثار
 اُس کا تو فرض ہے کہ وہ ڈھونڈے خدا کا نور
 تا ہو دے شک و شبہ سمجھی اس کے دل سے دور
 تا اُس کے دل پر نورِ یقین کا نزول ہو
 تا وہ جناب عز وجل میں قبول ہو

قِصوں سے پاک ہونا کبھی کیا مجال ہے
 سچ جانو یہ طریق سراسر مجال ہے
 قِصوں سے کب نجات ملے ہے گناہ سے
 ممکن نہیں وصالِ خدا ایسی راہ سے
 مُردہ سے کب اُمید کہ وہ زندہ کر سکے
 اُس سے تو خود مجال کہ رہ بھی گذر سکے
 وہ رہ جو ذاتِ عز وجل کو دکھاتی ہے
 وہ رہ جو دل کو پاک و مطہر بناتی ہے
 وہ رہ، جو یارِ گم شدہ کو ڈھونڈ لاتی ہے
 وہ رہ جو جامِ پاک یقین کا پلاتی ہے
 وہ تازہ قدرتیں جو خدا پر دلیل ہیں
 وہ زندہ طاقتیں جو یقین کی سبیل ہیں
 ظاہر ہے یہ کہ قِصوں میں ان کا اثر نہیں
 افسانہ گو کو راہِ خدا کی خبر نہیں
 اُس بے نشان کی چہرہ نمائی نشان سے ہے
 سچ ہے کہ سب ثبوتِ خدائی نشان سے ہے

کوئی بتائے ہم کو کہ غیروں میں یہ کہاں
 قصوں کی چاشنی میں حلاوت کا کیا نشاں
 یہ ایسے مذہبوں میں کہاں ہے دکھائیے
 ورنہ گزافِ قصوں پہ ہرگز نہ جائیے
 جب سے کہ قصے ہو گئے مقصود راہ میں
 آگے قدم ہے قوم کا ہر دم گناہ میں
 تم دیکھتے ہو قوم میں عِفت نہیں رہی
 وہ صدق، وہ صفا، وہ طہارت نہیں رہی
 مومن کے جونشاں ہیں وہ حالت نہیں رہی
 اُس یارِ بے نشاں کی محبت نہیں رہی
 اک سیل چل رہا ہے گناہوں کا زور سے
 سُننتے نہیں ہیں کچھ بھی معاصی کے شور سے
 کیوں بڑھ گئے زمیں پہ بُرے کام اس قدر
 کیوں ہو گئے عزیزو! یہ سب لوگ کور و کر
 کیوں اب تمہارے دل میں وہ صدق و صفائی نہیں
 کیوں اس قدر ہے فسق کہ خوف و حیان نہیں

کیوں زندگی کی چال سمجھی فاسقانہ ہے
کچھ اک نظر کرو کہ یہ کیسا زمانہ ہے
اس کا سبب یہی ہے کہ غفلت ہی چھا گئی
دنیائے دُوں کی دل میں محبت سما گئی
تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے
ہر دم کے نجت و فشق سے دل پر پڑے حباب
آنکھوں سے ان کی چھپ گیا ایماں کا آفتاب
جس کو خداۓ عز و جل پر یقین نہیں
اُس بدنصیب شخص کا کوئی بھی دیں نہیں
پر وہ سعید جو کہ نشانوں کو پاتے ہیں
وہ اُس سے مل کے دل کو اسی سے ملاتے ہیں
وہ اُس کے ہو گئے ہیں اسی سے وہ جیتے ہیں
ہر دم اُسی کے ہاتھ سے اک جام پیتے ہیں
جس نے کوپی لیا ہے وہ اُس مے سے مست ہیں
سب دُشمن ان کے م مقابل میں پست ہیں

کچھ ایسے مست ہیں وہ رُخِ خُوبِ یار سے
 ڈرتے کبھی نہیں ہیں وہ دشمن کے وار سے
 اُن سے خدا کے کام سمجھی مجزانہ ہیں
 یہ اس لئے کہ عاشقِ یارِ یگانہ ہیں
 اُن کو خدا نے غیروں سے بخشا ہے امتیاز
 اُن کے لئے نشاں کو دکھاتا ہے کارساز
 جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
 جب بدشعار لوگ انہیں کچھ ستاتے ہیں
 جب اُن کے مارنے کے لئے چال چلتے ہیں
 جب اُن سے جنگ کرنے کو باہر نکلتے ہیں
 تب وہ خدائے پاک نشاں کو دکھاتا ہے
 غیروں پہ اپنا رُعبِ نشاں سے جاتا ہے
 کہتا ہے یہ تو بندہ عالی جناب ہے
 مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے
 اُس ذاتِ پاک سے جو کوئی دل لگاتا ہے
 آخر وہ اُس کے رحم کو ایسا ہی پاتا ہے

جن کو نشانِ حضرت باری ہوا نصیب
 وہ اس جناب پاک سے ہر دم ہوئے قریب
 کھنچے گئے کچھ ایسے کہ دُنیا سے سو گئے!
 کچھ ایسا نور دیکھا کہ اُس کے ہی ہو گئے
 جن دیکھے کیسے پاک ہو انساں گناہ سے
 اس چاہ سے نکلتے ہیں لوگ اُس کی چاہ سے
 تصویرِ شیر سے نہ ڈرے کوئی گوسپند
 نے مارِ مردہ سے ہے کچھ اندریشہ گزند
 پھر وہ خدا جو مردہ کی مانند ہے پڑا
 پس کیا اُمید ایسے سے اور خوف اُس سے کیا
 ایسے خدا کے خوف سے دل کیسے پاک ہو
 سینہ میں اس کے عشق سے کیونکر تپاک ہو
 جن دیکھے کس طرح کسی مہرخ پ آئے دل
 کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل
 دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
 صُسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

جب تک خدائے زندہ کی تم کو خبر نہیں
 بے قید اور دلیر ہو کچھ دل میں ڈر نہیں
 سو روگ کی دوا یہی وصلِ الہی ہے
 اس قید میں ہر ایک گنہ سے رہائی ہے
 پر جس خدا کے ہونے کا کچھ بھی نہیں نشاں
 کیونکر ثارِ ایسے پہ ہو جائے کوئی جاں
 ہر چیز میں خدا کی ضیاء کا ظہور ہے
 پر پھر بھی غالفوں سے وہ دلدارِ دور ہے
 جو خاک میں ملنے اُسے ملتا ہے آشنا
 آئے آzmanے والے! یہ نسخہ بھی آزمًا
 عاشق جو ہیں وہ یار کو مرمر کے پاتے ہیں
 جب مر گئے تو اُس کی طرف کھینچ جاتے ہیں
 یہ راہِ نگ ہے پہ یہی ایک راہ ہے
 دلبر کی مرنے والوں پہ ہر دم نگاہ ہے
 ناپاکِ زندگی ہے جو دُوری میں کٹ گئی
 دیوارِ زہدِ خشک کی آخر کو پھٹ گئی

زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
 مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں
 وہ دُور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
 ہر دم اُسی سے نخوت و کبر و غرور ہیں
 تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
 کبر و غرور و بُخل کی عادت کو چھوڑ دو
 اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
 اُس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو
 لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
 ورنہ خیالِ حضرتِ عزت کو چھوڑ دو
 تنخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
 تا تم پہ ہو ملائکہ عرش کا نزول
 اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کے لئے فنا
 ترکِ رضائے خویش پے مرضی خدا
 جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات
 اس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجزِ ممات

شوختی و کبر دیوالیں کا شعار ہے
 آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے
 اے کرم خاک! چھوڑ دے کبر و غور کو
 زیبا ہے کبر حضرت رب غیور کو
 بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
 شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں
 چھوڑ و غور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
 ہو جاؤ خاک مرضی مولے اسی میں ہے
 تقویٰ کی جڑ خدا کیلئے خاکساری ہے
 عفت جو شرط دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے
 جو لوگ بدگمانی کو شیوه بناتے ہیں
 تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دور جاتے ہیں
 بے احتیاط ان کی زبان وار کرتی ہے
 اک دم میں اس علیم کو بیزار کرتی ہے
 اک بات کہہ کے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں
 پھر شوختیوں کا نیج ہر اک وقت بوتے ہیں

کچھ ایسے سو گئے ہیں ہمارے یہ ہم وطن
 اُٹھتے نہیں ہیں ہم نے تو سو سو کئے جتن
 سب عضو سُست ہو گئے غفلت ہی چھا گئی
 قوت تمام نوکِ زبان میں ہی آ گئی
 یا بد زبان دکھاتے ہیں یا ہیں وہ بدگماں
 باقی خبر نہیں ہے کہ اسلام ہے کہاں
 تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے
 ڈرتے رہو عقابِ خدائے جہان سے
 شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
 شاید وہ بد نہ ہو جو تمہیں ہے وہ بد نما
 شاید تمہاری فہم کا ہی کچھ قصور ہو!
 شاید وہ آزمائشِ ربِ غفور ہو
 پھر تم تو بدگمانی سے اپنی ہوئے ہلاک
 خود سر پہ اپنے لے لیا خشمِ خدائے پاک
 گر ایسے تم دلیریوں میں بے حیا ہوئے
 پھر اُتقا کے، سوچو، کہ معنے ہی کیا ہوئے

موئی بھی بدگمانی سے شرمندہ ہو گیا
 قرآن میں، نظر نے جو کیا تھا، پڑھو ذرا
 بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار
 تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار
 پس تم تو ایک بات کے کہنے سے مر گئے
 یہ کیسی عقل تھی کہ براہ خطر گئے
 بدجنت تر تمام جہاں سے وہی ہوا
 جو ایک بات کہہ کے ہی دوزخ میں جا گرا
 پس تم بچاؤ اپنی زبان کو فساد سے
 ڈرتے رہو عقوبتِ رب العباد سے
 دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
 سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا
 وہ اک زبان ہے، عضو نہانی ہے دوسرا
 یہ ہے حدیث سیدنا سید الوری
 پر وہ جو مجھ کو کاذب و مگار کہتے ہیں
 اور مُفتری و کافر و بدکار کہتے ہیں

اُن کے لئے تو بس ہے خدا کا یہی نشان
 یعنی وہ فضل اُس کے جو مجھ پر ہیں ہر زمان
 دیکھو! خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا!
 گُم نام پا کے شہرہ عالم بنا دیا!
 جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دیکھا دیا
 میں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا
 دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی
 جو اُس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی
 ایسے بدلوں سے اُس کے ہوں ایسے معاملات
 کیا یہ نہیں کرامت و عادت سے بڑھ کے بات
 جو مفتری ہے اُس سے یہ کیوں اٹھاد ہے
 کس کو نظر ایسی عنایت کی یاد ہے
 مجھ پر ہر اک نے دار کیا اپنے رنگ میں
 آخر ذلیل ہو گئے انجامِ جنگ میں
 ان کیوں میں کسی کو بھی ارمان نہیں رہا
 سب کی مُراد تھی کہ میں دیکھوں رہ فنا

تھے چاہتے کہ مجھ کو دکھائیں عدم کی راہ
 یا حامموں سے پھانسی دلا کر کریں تباہ
 یا کم سے کم یہ ہو کہ میں زندگی میں جا پڑوں
 یا یہ کہ ذلتون سے میں ہو جاؤں سرگاؤں
 یا مُخبری سے ان کی کوئی اور ہی بلا
 آجائے مجھ پہ یا کوئی مقبول ہو دعا
 پس ایسے ہی ارادوں سے کر کے مقدمات
 چاہا گیا کہ دن مرا ہو جائے مجھ پہ رات
 کوشش بھی وہ ہوئی کہ جہاں میں نہ ہو کبھی
 پھر اتفاق وہ کہ زماں میں نہ ہو کبھی
 مجھ کو ہلاک کرنے کو سب ایک ہو گئے
 سمجھا گیا میں بد پہ وہ سب نیک ہو گئے
 آخر کو وہ خدا جو کریم و قدری ہے
 جو عالم القلوب و علیم و خبیر ہے
 اُترا مری مدد کے لئے کر کے عہد یاد
 پس رہ گئے وہ سارے سیئے روی و نامراد

کچھ ایسا فضل حضرت رب الوری ہوا
 سب دشمنوں کے دیکھ کے اوساں ہوئے خطا
 اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
 میں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا
 میں تھا غریب و پیکس و گم نام بے ہنر
 کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
 لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
 میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
 اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
 اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا
 پر پھر بھی جن کی آنکھ تعصّب سے بند ہے
 اُن کی نظر میں حال مرا ناپسند ہے
 میں مُفتری ہوں اُن کی نگاہ و خیال میں
 دنیا کی خیر ہے مری موت و زوال میں
 لعنت ہے مُفتری پر خدا کی کتاب میں
 عزّت نہیں ہے ذرّہ بھی اُس کی جناب میں

توریت میں بھی نیز کلام مجید میں
 لکھا گیا ہے رنگِ وعید شدید میں
 کوئی اگر خدا پر کرے کچھ بھی افtra
 ہو گا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی سزا
 پھر یہ عجیب غفلتِ ربِ قادر ہے
 دیکھے ہے ایک کو کہ وہ ایسا شریر ہے
 پچیس سال سے ہے وہ مشغولِ افtra
 ہر دن ہر ایک رات یہی کام ہے رہا
 ہر روز اپنے دل سے بناتا ہے ایک بات
 کہتا ہے یہ خدا نے کہا مجھ کو آج رات
 پھر بھی وہ ایسے شوخ کو دیتا نہیں سزا
 گویا نہیں ہے یاد جو پہلے سے کہہ چکا
 پھر یہ عجیب تر ہے کہ جب حامیاں دیں
 ایسے کے قتل کرنے کو فاعل ہوں یا معین
 کرتا نہیں ہے اُن کی مدد وقتِ انتظام
 تا مُفتری کے قتل سے قصہ ہی ہو تمام

اپنا تو اس کا وعدہ رہا سارا طاق پر
 اوروں کی سمعی و جُہد پہ بھی کچھ نہیں نظر
 کیا وہ خدا نہیں ہے جو فرقاں کا ہے خدا
 پھر کیوں وہ مُفتری سے کرے اس قدر وفا
 آخر یہ بات کیا ہے کہ ہے ایک مُفتری
 کرتا ہے ہر مقام میں اُس کو خدا بری
 جب دشمن اُس کو پیچ میں کوشش سے لاتے ہیں
 کوشش بھی اس قدر کہ وہ بس مرہی جاتے ہیں
 اک اتفاق کر کے وہ باتیں بناتے ہیں
 سو جھوٹ اور فریب کی تہمت لگاتے ہیں
 پھر بھی وہ نامراد مقاصد میں رہتے ہیں
 جاتا ہے بے اثر وہ جو سو بار کہتے ہیں
 ڈلٹ ہیں چاہتے یہاں اکرام ہوتا ہے
 کیا مُفتری کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے
 اے قوم کے سرآمدہ! اے حامیاں دیں!
 سوچو کہ کیوں خدا تمہیں دیتا مدد نہیں

تم میں نہ رحم ہے نہ عدالت نہ اِتقا
 پس اس سبب سے ساتھ تمہارے نہیں خدا
 ہو گا تمہیں کلارک کا بھی وقت خوب یاد
 جب مجھ پر کی تھی تہمتِ خون از رہ فساد
 جب آپ لوگ اُس سے ملے تھے بدیں خیال
 تا آپ کی مدد سے اُسے سہل ہو جداول
 پر وہ خدا جو عاجز و مسکین کا ہے خدا
 حاکم کے دل کو میری طرف اُس نے کر دیا
 تم نے تو مجھ کو قتل کرانے کی ٹھانی تھی
 یہ بات اپنے دل میں بہت سہل جانی تھی
 تھے چاہتے صلیب پر یہ شخص کھینچا جائے
 تا تم کو ایک فخر سے یہ بات ہاتھ آئے
 ”جھوٹا تھا مفتری تھا تبھی یہ ملی سزا“
 آخر مری مدد کے لئے خود اُڑھا خدا
 ڈگس پر سارا حال بریت کا کھل گیا
 عزت کے ساتھ تب میں وہاں سے بُری ہوا

الزام مجھ پر قتل کا تھا سخت تھا یہ کام
 تھا ایک پادری کی طرف سے یہ اتّہام
 جتنے گواہ تھے وہ تھے سب میرے برخلاف
 اک مولوی بھی تھا جو یہی مارتا تھا لاف
 دیکھو! یہ شخص اب تو سزا اپنی پائے گا
 اب ہن سزاۓ سخت یہ نج کرنہ جائے گا
 اتنی شہادتیں ہیں کہ اب کھل گیا قصور
 اب قید یا صلیب ہے، اک بات ہے ضرور
 بعضوں کو بدُدعا میں بھی تھا ایک انہاک
 اتنی دُعا کہ گھس گئی سجدے میں اُن کی ناک
 القصہ جُہد کی نہ رہی کچھ بھی انہاک
 اک سُو تھا مکر ایک طرف سجدہ و دُعا
 آخر خدا نے دی مجھے اس آگ سے نجات
 دُشمن تھے جتنے اُن کی طرف کی نہ اتفاقات
 کیسا یہ فضل اُس سے نمودار ہو گیا
 اک مفتری کا وہ بھی مددگار ہو گیا

اُس کا تو فرض تھا کہ وہ وعدہ کو کر کے یاد
 خود مارتا وہ گردنِ کذاب بدنہاد
 گر اُس سے رہ گیا تھا کہ وہ خود دکھائے ہاتھ
 اتنا تو سہل تھا کہ تمہارا بٹائے ہاتھ
 یہ بات کیا ہوئی کہ وہ تم سے الگ رہا
 کچھ بھی مدد نہ کی نہ سُنی کوئی بھی دعا
 جو مفتری تھا اُس کو تو آزاد کر دیا
 سب کام اپنی قوم کا برباد کر دیا
 سب چد و جہد و سعی اکارت چلی گئی
 کوشش تھی جس قدر وہ بغارت چلی گئی
 کیا ”راتی کی فتح“ نہیں وعدہ خدا
 دیکھو تو کھول کر سخنِ پاکِ کمریا
 پھر کیوں یہ بات میری ہی نسبت پلٹ گئی
 یا خود تمہاری چادرِ تقویٰ ہی پھٹ گئی
 کیا یہ عجب نہیں ہے کہ جب تم ہی یار ہو
 پھر میرے فائدے کا ہی سب کاروبار ہو

پھر یہ نہیں کہ ہو گئی ہے صرف ایک بات
 پاتا ہوں ہر قدم میں خدا کے تفضّلات
 دیکھو وہ بھیں کا شخص کرم دیں ہے جس کا نام
 لٹنے میں جس نے نیند بھی اپنے پر کی حرام
 جس کی مدد کے واسطے لوگوں میں جوش تھا
 جس کا ہر ایک دشمنِ حق عیب پوش تھا
 جس کا رفیق ہو گیا ہر ظالم و غوی!
 جس کی مدد کے واسطے آئے تھے مولوی
 ان میں سے ایسے تھے کہ جو بڑھ بڑھ کے آتے تھے
 اپنا بیاں لکھانے میں کرتب دکھاتے تھے
 ہشیاری مُستغیث بھی اپنی دکھاتا تھا
 سو سو خلافِ واقعہ باتیں بناتا تھا
 پر اپنے بعمل کی سزا کو وہ پا گیا
 ساتھ اس کے یہ کہ نام بھی کاذب رکھا گیا
 کذاب نام اُس کا دفاتر میں رہ گیا
 چالاکیوں کا فخر جو رکھتا تھا بہہ گیا

آے ہوش و عقل والو! یہ عبرت کا ہے مقام
 چالاکیاں تو پیچ ہیں، تقویٰ سے ہو ویں کام
 جو مُتّقیٰ ہے اس کا خدا خود نصیر ہے
 انجام فاسقوں کا عذاب سعیر ہے
 جڑ ہے ہر ایک خیر و سعادت کی اِتقا
 جس کی یہ جڑ رہی ہے عمل اس کا سب رہا
 مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں
 ایسا ہی پاؤ گے سخنِ کردگار میں
 کوئی بھی مُفتری ہمیں دنیا میں اب دکھا
 جس پر یہ فضل ہو یہ عنایات یہ عطا
 اس بعمل کی قتل سزا ہے نہ یہ کہ پیت
 پس کس طرح خدا کو پسند آگئی یہ ریت
 کیا تھا یہی معاملہ پاداشِ افtra
 کیا مُفتری کے بارے میں وعدہ یہی ہوا
 کیوں ایک مُفتری کا وہ ایسا ہے آشنا
 یا بے خبر ہے عیوب سے دھوکے میں آگیا

آخر کوئی تو بات ہے جس سے ہوا وہ یار
 بدکار سے تو کوئی بھی کرتا نہیں ہے پیار
 تم بد بنا کے پھر بھی گرفتار ہو گئے
 یہ بھی تو ہیں نشاں جو نمودار ہو گئے
 تاہم وہ دوسرے بھی نشاں ہیں ہمارے پاس
 لکھتے ہیں اب خدا کی عنایت سے بے ہراس
 جس دل میں رچ گیا ہے محبت سے اسکا نام
 وہ خود نشاں ہے نیز نشاں سارے اسکے کام
 کیا کیا نہ ہم نے نام رکھائے زمانہ سے
 مردوں سے نیز فرقہ ناداں زنانہ سے
 ان کے گماں میں ہم بد و بدحال ہو گئے
 ان کی نظر میں کافروں دجال ہو گئے
 ہم مفتری بھی بن گئے ان کی نگاہ میں
 بے دل ہوئے فساد کیا حق کی راہ میں
 پر آیے کفر پر تو فدا ہے ہماری جاں
 جس سے ملے خدائے جہان و جہانیاں

لعنت ہے ایسے دیں پہ کہ اس کفر سے ہے کم
 سو شکر ہے کہ ہو گئے غالب کے یار ہم
 ہوتا ہے کردار اسی رہ سے دشمن
 کیا جانے قدر اس کا جو قصوں میں ہے اسی
 وحی خدا اسی رہ فرخ سے پاتے ہیں
 دلبر کا بانکپن بھی اسی سے دکھاتے ہیں
 آئے مددگار! نہیں ہے ترے ساتھ کردار
 یہ کفر تیرے دیں سے ہے بہتر ہزار بار

alislam.org/urdu



مُنا جات

اور

تبليغِ حق

آے خدا آئے کار ساز و عیب پوش و کردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالِ من شکر و سپاس وہ زبان لاوں کہاں سے جس سے ہو یہ کار و بار

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کر دیا ذمہن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پلتے ہیں جزا
تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدمزاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
یہ سراسر فضل و احسان ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پرنہ چھوڑ اساتھ تو نے آئے حاجت برار
اے مرے یارِ لیگا نہ آئے مری جاں کی پنہ
میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیر الطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

میں نہیں پاتا کہ مجھ سا کوئی کرتا ہو پیار
گود میں تیری رہا میں مثل طفل شیرخوار
تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یا رنگسار
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار
جن کا مشکل ہے کہ تاروی قیامت ہو شمار
چاند اور سورج ہونے میرے لئے تاریک و تار
تا وہ پورے ہوں نشان جو ہیں سچائی کا مدار
اوے فدا ہوتی رہ میں میرا جسم و جان و دل
ابتداء سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
نسل انساں میں نہیں دیکھی وفا جو مجھ میں ہے
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
آسمان میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
تو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کے لئے

ہو گئے بیکار سب حیلے جب آئی وہ بلا
ساماری تدبیروں کا خاکہ اڑ گیا مثل غبار
سر زمین ہند میں ایسی ہے شہرت مجھ کو دی
جیسے ہو وے برق کا اک دم میں ہر جا انتشار
تا وہ خلی راستی اس ملک میں لا وے شمار
تیری با توں کے فرشتے بھی نہیں ہیں رازدار
تو ہی کرتا ہے کسی کو بے نوا یا بختیار
جس کو چاہے تخت سے نیچ گردے کر کے خوار
ساری تدبیروں کا خاکہ اڑ گیا مثل غبار
پھر دوبارہ ہے اُتارا تو نے آدم کو یہاں
لوگ سو بک کریں پر تی مقصداً اور ہیں
ہاتھ میں تیرے ہے ہر سران نفع و عُسر و یُسر
جس کو چاہے تخت سے نیچ گردے کر کے خوار

میں بھی ہوں تیرے نشانوں گے جہاں میں اک نشان

جس کو تو نے کر دیا ہے قوم و دیں کا افتخار

سلطنت تیری ہے جو رہتی ہے دائم برقرار
تیرے فرماں سے خزاں آتی ہے اور باد بھار
فانیوں کی جاہ و حشمت پر بلا آوے ہزار
عزّت و ذلت یہ تیرے حکم پر موقوف ہیں

میرے جیسے کو جہاں میں تو نے روشن کر دیا
 کون جانے لے مرے مالک ترے بھیدوں کی سار
 تیگے اے میرے مُربی کیا عجائب کام ہیں
 گرچہ بھائیں جرسے دیتا ہے قسمت کے ثمار
 ابتدا سے گوشہ خلوت رہا مجھ کو پسند
 شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
 پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا
 میں نے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ وبار
 اس میں میرا جرم کیا جب مجھ کو یہ فرماں ملا
 کون ہوں تا رذ کروں حکم شہزادی الاقتدار
 اب تو جو فرماں ملا اس کا ادا کرنا ہے کام
 گرچہ میں ہوں بس ضعیف و ناتوان و دل فگار
 دعوت ہر ہزار گوکچھ خدمت آسائ نہیں
 ہر قدم میں کوہ ماراں ہر گز ر میں دشیت خار
 چرخ تک پہنچے ہیں میرے نعرہ ہائے روز و شب

پر نہیں پہنچی دلوں تک جاہلوں کے یہ پُکار
 قبضہ تقدیر میں دل ہیں اگر چاہے خدا
 پھیرے میری طرف آ جائیں پھر بے اختیار
 گر کرے معجزہ نمائی ایک دم میں نرم ہو
 وہ دل سنگیں جو ہو وے مثل سنگ کو ہسار
 ہائے میری قوم نے تکنذیب کر کے کیا لیا
 ززلوں سے ہو گئے صدھا مساکن مثل غار
 شرط یہ بھی تھی کہ کرتے صبر کچھ دن اور قرار
 کیا وہ سارے مرحلے طے کر چکے تھے علم کے

دل میں جو ارمائ تھے وہ دل میں ہمارے رہ گئے

دشمنِ جاں بن گئے جن پر نظر تھی بار بار

آہ کیا سمجھے تھے ہم اور کیا ہوا ہے آشکار
 ایسے کچھ بگڑے کہ اب بننا نظر آتا نہیں
 اُن کو ہے ملنے سے نفرت بات سننا درکنار
 کس کے آگے ہم کہیں اس در دل کا ماجرا

کیا کروں کیونکر دل میں اپنی جاں زیر وزیر
 کس طرح میری طرف دیکھیں جو رکھتے ہیں نقار
 اس قدر ظاہر ہوئے ہیں فضل حق سے محروم
 پر نہیں اکثر مخالف لوگوں کو شرم و حیا
 صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
 دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
 اے مرے سورج بکل باہر کہ میں ہوں بے قرار
 پھیر دے میری طرف اے سار بائی جگ کی مہار
 خاک میں ہو گا یہ سرگر تو نہ آیا بن کے یار
 کشتیِ اسلام تا ہو جائے اس طوفان سے پار

میرے سقلم و عیب سے اب بکھرے قطع نظر
 تانہ خوش ہو دشمنِ دیں جس پر ہے لعنت کی مار

میرے زخمیوں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
 دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰ
 کیا سُلاۓ گا مجھے تو خاک میں قبل از مراد
 یا الہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
 قوم میں فسق و فجور و معصیت کا ذور ہے
 اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر

پھیر دے اب میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار

اب نہیں ہیں ہوش اپنے ان مصائب میں بجا رحم کر بندوں پر اپنے تا وہ ہو دیں رستگار

کس طرح نپیش کوئی تدبیر کچھ بنتی نہیں
 بے طرح پھیلی ہیں یہ آفات ہر سو ہر کنار
 ڈوبنے کو ہے یہ کششی آمرے اے ناخدا
 آ گیا اس قوم پر وقت خزان اندرا بہار
 نورِ دل جاتا رہا اور عقلِ موٹی ہو گئی
 اپنی کجرائی پر ہر دل کر رہا ہے اعتبار
 جس کو ہم نے قطرہ صافی تھا سمجھا اور تلقی
 غور سے دیکھا تو کیڑے اس میں بھی پائے ہزار
 دُور میں معرفت سے گند نکلا ہر طرف
 اس وبا نے کھالئے ہر شاخ ایماں کے ثمار
 جل گیا ہے باعثِ تقویٰ دیں کی ہے اب اک مزار
 آئے خدا ہن تیرے ہو یہ آپاشی کس طرح
 ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہے ہر دم سیل وار
 تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
 اک نشاں دکھلا کر بی دین ہو گیا ہے بے نشاں
 کیا کہوں دنیا کے لوگوں کی کہ کیسے سو گئے
 کس قدر یہ حق سے نفرت اور ناحت سے پیار
 عقل پر پردے پڑے سو سو نشاں کو دیکھ کر

نور سے ہو کر الگ چاہا کہ ہوویں اہل نار

گرنہ ہوتی بدگمانی کفر بھی ہوتا فنا
 اس کا ہووے ستیاناس اس سے بگڑے ہوشیار
 بدگمانی سے تو رائی کے بھی بنتے ہیں پہاڑ
 پر کے اک ریشے سے ہو جاتی ہے کوؤں کی قطار
 حد سے کیوں بڑھتے ہو لوگوں کچھ کرو خوفِ خدا
 کیا خدا نے اتقیاء کی عَوْنَ نصرت چھوڑ دی
 کیا نہیں تم دیکھتے نصرت خدا کی بار بار
 ایک فاسق اور کافر سے وہ کیوں کرتا ہے پیار
 ایک بدکردار کی تائید میں اتنے نشاں
 کیوں دکھاتا ہے وہ کیا ہے بدکنوں کا رشتہ دار

کیا بدلتا ہے وہ اب اس سُنّت و قانون کو

جس کا تھا پابند وہ از ابتدائے روزگار

آنکھ گرچھوٹی تو کیا کانوں میں بھی کچھ پڑ گیا
 کیا خدا دھوکے میں ہے اور تم ہو میرے رازدار
 جس کے دعویٰ کی سراسرا فتوح اپر ہے بنا
 کیا خدا بھولا رہا تم کو حقیقت مل گئی
 اس کی یہ تائید ہو پھر جھوٹ سچ میں کیا نکھار
 بدگمانی نے تمہیں مجنون و اندھا کر دیا
 کیا رہا وہ بے خبر اور تم نے دیکھا حال زار
 ورنہ تھے میری صداقت پر براہیں بیٹھا
 جہل کی تاریکیاں اور سو عظیم کی تند باد
 جب اکٹھے ہوں تو پھر ایماں اڑتے جیسے غبار
 زہر کے پینے سے کیا انجام جز موت و فنا
 بدگمانی زہر ہے اس سے بچوائے دیں شعار
 کائنے اپنی راہ میں بوتے ہیں ایسے بدگماں
 جن کی عادت میں نہیں شرم و شکیب و اصطبار
 یہ غلط کاری بشر کی بدنبی کی ہے جو
 پر مقدر رکھتے ہیں اس کے اختیار
 سخت جاں ہیں ہم کسی کے بُغض کی پروانیں
 دل قوی رکھتے ہیں ہم دردوں کی ہے ہم کو سہار
 جو خدا کا ہے اُسے لکارنا اچھا نہیں
 ہاتھ شیروں پر نہ ڈال آئے رو بہ زار و نزار
 ہے سر رہ پر مرے وہ خود کھڑا مولیٰ کریم

پس نہ بیٹھو میری رہ میں آئے شریانِ دیار

سنت اللہ ہے کہ وہ خود فرق کو دکھلائے ہے
 تاعیاں ہو کون پاک اور کون ہے مُردار خوار
 سنت اللہ ہے کہ وہ خود فرق کو دکھلائے ہے
 تغیر کو کھینچے ہوئے اُس پر جو کرتا ہے وہ دار
 مجھ کو پردے میں نظر آتا ہے اک میرا مُعین
 ڈشمنِ غافل اگر دیکھے وہ بازو وہ سلاح
 ہوش ہو جائیں خطا اور بھول جائے سب نقار
 اس جہاں کا کیا کوئی داؤ رنہیں اور دادگر
 پھر شریانِ نفس طالم کو کہاں جائے فرار

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح خود مسیحی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
 آسمان پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
 ہو رہا ہے نیک طبیعوں پر فرشتوں کا اُتار
 آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
 کہتے ہیں تسلیث کو اب اہلِ دانش اُلوِّ داع
 پھر ہوئے ہیں چشمہ توحید پر از جاں بثار
 باغ میں ملکت کے ہے کوئی گلِ رعناء کھلا
 آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
 آرہی ہے اب تحویل بومیرے یوسف کی مجھے
 گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار
 ہر طرف ہر ملک میں ہے بُت پرستی کا زوال
 کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عز و وقار
 آسمان سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا
 دل ہمارے ساتھ ہیں گومٹہ کریں بک بک ہزار
 نیز یُشُو از زمین آمد امام کامگار
 آسمان بار دنیان اُلوَّ قت می گوید زمیں
 ایں دو شاہد از پیغمبر نزہ زن چوں یہ قرار
 اب اسی گلشن میں لوگوراحت و آرام ہے
 وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار
 اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
 پھر خدا جانے کہ کب آؤ ایں یہ دن اور یہ بہار
 آئے مکدّب کوئی اس تکنیب کا ہے انہا
 کب تک تو خونے شیطان کو کرے گا اختیار
 ملکتِ احمدؐ کی مالک نے ڈالی تھی بنا آج پوری ہو رہی ہے اے عزیزان دیار

گلشنِ احمد بنا ہے مسکن باد صبا
 جس کی تحریکوں سے سنتا ہے بشر گفتار یار
 ورنہ وہ ملت وہ رَدَّ وہ رسم وہ دیں چیز کیا
 سایہ افگن جس پر نورِ حق نہیں خورشیدوار
 دیکھ کر لوگوں کے کینے دل مراخوں ہو گیا
 قصد کرتے ہیں کہ ہو پامال دُرِّ شاہ وار
 وہ بلاستے ہیں کہ ہو جائیں نہاں ہم زیر غار
 ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کی طرف

نورِ دل جاتا رہا اک رسم دیں کی رہ گئی
 پھر بھی کہتے ہیں کہ کوئی مصلح دیں کیا بکار

راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسمان گاتا نہیں
 وہ ارادے ہیں کہ جو ہیں برخلافِ شہر یار
 ہائے مار آستین وہ بن گئے دیں کے لئے
 وہ تو فربہ ہو گئے پر دیں ہوا زار و نزار
 ان غموں سے دوستو خم ہو گئی میری کمر
 میں تو مر جاتا اگر ہوتا نہ فضل کر دگار
 اس تپش کو میری وہ جانے کہ رکھتا ہے تپش
 کون روتا ہے کہ جس سے آسمان بھی روپڑا
 مُفتری کہتے ہوئے اُن کو حیا آتی نہیں
 مہرو مہ کی آنکھ غم سے ہو گئی تاریک و تار
 کیسے عالم ہیں کہ اُس عالم سے ہیں یہ بکنار
 غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
 وہ ہمارا ہو گیا اُس کے ہوئے ہم جاں بثار
 نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
 میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
 اک شجر ہوں جس کو داؤ دی صفت کے پھل لگے
 پر مسیحابن کے میں بھی دیکھا رونے صلیب
 گرنہ ہوتا نامِ احمد جس پر میرا سب مدار

دشمنو! ہم اس کی رہ میں مر رہے ہیں ہر گھڑی
 کیا کرو گے تم ہماری نیستی کا انتظار

مر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے
کیا کروں تعریفِ حُسن یار کی اور کیا لکھوں
اک داسے ہو گیا میں سیلِ نفسِ دُول سے پار
آنکھ میں اسکی کہ ہے وہ دُور ترازِ صحنِ یار
اس قدر عرفان بڑھا میرا کہ کافر ہو گیا
اوی خ روش سے میری آنکھ بھی روشن ہوئی
ہو گئے اسرار اُس دلبر کے مجھ پر آشکار
وادیٰ ظلمت میں کیا بیٹھے ہوتم لیل و نہار
قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
کیا تماشا ہے کہ میں کافر ہوں تم مومن ہوئے
پھر بھی اس کافر کا حامی ہے وہ مقبولوں کا یار

کیا اچھی بات ہے کافر کی کرتا ہے مدد
اہلِ تقویٰ تھا کرم دیں بھی تمہاری آنکھ میں
وہ خدا جو چاہیے تھا مومنوں کا دوستدار
جس نے نا حق ظلم کی رہ سے کیا تھا مجھ پر اوار
بے معاون میں نہ تھا، تھی نصرتِ حق میرے تھے
پر مجھے اُس نے نہ دیکھا آنکھ اُس کی بند تھی
اہلِ تقویٰ کرم دیں بھی تمہاری آنکھ میں
فتح کی دیتی تھی وحی حق بشارت بار بار
نام بھی کہڈا اس کا دفتروں میں رہ گیا
پھر سزا پا کر لگایا سرمہ دُنبالہ دار
اب مٹا سکتا نہیں یہ نام تا روزِ شمار
کیوں تمہارا مقتنی کپڑا گیا ہو کر کے خوار
کیسے میرے یار نے مجھ کو بچایا بار بار
پھر لگایا ناخنوں تک زور بن کر اک گروہ
بن گئے شیطان کے چیلے اور نسلِ ہونہار
پر نہ آیا کوئی بھی منصوبہ اُن کو ساز وار
هم نگہ میں ان کی دجال اور بے ایماں ہوئے
آتشِ تکفیر کے اڑتے رہے پیغم شرار

اب ذرا سوچو دیانت سے کہ یہ کیا بات ہے
ہاتھ کس کا ہے کہ رذ کرتا ہے وہ دشمن کا وار
کیوں نہیں تم سوچتے کیسے ہیں یہ پردے پڑے
دل میں اٹھتا ہے مرکہ رہ کے آب سوسو بخار
یہ اگر انساں کا ہوتا کار و بارے ناقصاں!
ایسے کاذب کیلئے کافی تھا وہ پروردگار
پکھنچی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہر یا ر
ورنہ اٹھ جائے اماں پھر سچ ہو ویں شرمسار
پاک ہبرت ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک سکڈاب کی
کیا تمہیں پکھوڑ نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاو لوگوں کچھ نظر

میرے جیسی جس کی تائید یہ ہوئی ہوں بار بار

آفتاب صبحِ نکلا ب بھی سوتے ہیں یہ لوگ
دن سے ہیں بیزار اور راتوں سے وہ کرتے ہیں پیار
روشنی سے بُغض او ظلمت پہ وہ قربان ہیں
ایسے بھی شپر نہ ہونگے گرچہ تم ڈھونڈ وہ زار
سرپاہ ک سورج چمکتا ہے مگر آنکھیں ہیں بند
مرتے ہیں دن آب وہ اور در پہ نہر خوشنگوار
طرفہ کیفیت ہے ان لوگوں کی جو مکر ہوئے
یوں تو ہر دم مشغله ہے گالیاں لیل و نہار
پر اگر پوچھیں کہ ایسے کاذبوں کے نام لو
دل سے ہیں بیزار اور راتوں سے وہ کرتے ہیں پیار
جن کی نصرت سالہا سے کر رہا ہو کر دگار
مردہ ہو جاتے ہیں اس کا کچھ نہیں دیتے جواب
زرد ہو جاتا ہے منہ جیسے کوئی ہو سو گوار
ان کی قسمت میں نہیں دیں کے لئے کوئی گھڑی
ہو گئے مفتون دُنیا دیکھ کر اُس کا سنگار
جی پُر انارستی سے کیا یہ دیں کا کام ہے
کیا یہی ہے زُہد و تقویٰ کیا یہی راہِ خیار
کیا قسم کھائی ہے یا کچھ پیچ قسمت میں پڑا
روز روشن چھوڑ کر ہیں عاشق شہائے تار

انہیاء کے طور پر جنت ہوئی ان پر تمام ان کے جو جملے ہیں ان میں سب نبی ہیں حصہ دار

میری نسبت جو کہیں کیں سے وہ سب پر آتا ہے

چھوڑ دینے کیا وہ سب کو کفر کر کے اختیار

مجھ کو کافر کہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مُہمر یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار

سال ہے اب تنبیہ وال دعویٰ پے از روئے شمار ساٹھ ہیں کچھ برس میسرے زیادہ اس لھڑی

تحابر س چالیس کامیں اس مسافرخانہ میں جبکہ میں نے وحی ربانی سے پایا افتخار

اُس قدر یہ زندگی کیا افترا میں کٹ گئی پھر عجب تریہ کہ صُرُت کے ہوئے جاری تھکار

ہر قدم میں میسرے مولیٰ نے دیئے مجھ کو نشان ہر عدو پر جنت حق کی پڑی ہے ذوالفقار

alislam.org/urdu

جن سے ہیں معنیَّ اَتَمْمَتُ عَلَيْكُمْ آشکار

سایہ بھی ہو جائے ہے اوقاتِ ظلمت میں جُدا پر رہاؤ ہر اندر ہیرے میں رفیق و نگذار

اس قدر صُرُت تو کاذب کی نہیں ہوتی کبھی گرنہیں باور نظیریں اس کی تم لا و دو چار

پھر اگر ناچار ہواں سے کہ دو کوئی نظیر اُس مُہمین سے ڈرو جو بادشاہ ہر دودار

یہ کہاں سے سُن لیا تم نے کہ تم آزاد ہو کچھ نہیں تم پر عقوبت گو کرو عصیاں ہزار

نعرہِ اِنَا ظَلَمْنَا سُدْتِ اَبْرَار ہے زہر مُنہ کی مت دکھاؤ تم نہیں ہو نسل مار

جسم کو مل مل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں دل کو جودھو وے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

اپنے ایماں کو ذرا پر دُھکھا کر دیکھنا مجھ کو کافر کہتے کہتے خود نہ ہوں از اہل نار

گر جیا ہو سوچ کر دیکھیں کہ یہ کیا راز ہے
وہ مری ذلت کو چاہیں پار ہا ہوں میں وقار
کیا بگاڑا پنے مکروں سے ہمارا آج تک
اڑ دہا بن بن کے آئے ہو گئے پھر سُمار
اے فقیہو عالمو! مجھ کو سمجھ آتا نہیں
یہ نشانِ صدق پا کر پھر یہ کیں اور یہ نقار

صدق کو جب پایا اصحاب رسول اللہ نے

اُس پہ مال و جان و تن بڑھ بڑھ کے کرتے تھے ثار

پھر عجب یہ علم یہ تنقیدِ آثار و حدیث
دیکھ کر سو نشان پھر کر رہے ہو تم فرار
بحث کرنا تم سے کیا حاصل اگر تم میں نہیں
رُوحِ انصاف و خدا ترسی کہ ہے دیں کامدار
کیا مجھے تم چھوڑتے ہو جاہ دنیا کے لئے
جاہ دنیا کب تک دنیا ہے خود ناپائیدار
کون دار پر دھمچے دیتا ہے ہر میداں میں فتح
تم تو کہتے تھے کہ یہ نابود ہو جائے گا جلد
یہ ہمارے ہاتھ کے نیچے ہے اک ادنی شکار

بات پھر یہ کیا ہوئی کس نے مری تائید کی

خائب و خاسر رہے تم، ہو گیا میں کامگار

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیر غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب یکھوکہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
جو کہ اب پوری ہوئی بعد از مر و روزگار
اُس زمانہ میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر
کھول کر دیکھو برائیں جو کہ ہے میری کتاب
اس میں ہے یہ پیشگوئی پڑھ لو اُس کو ایک بار
اب ذرہ سوچو کہ کیا یہ آدمی کا کام ہے

قدرتِ رحمان و مکر آدمی میں فرق ہے
جو نہ سمجھے وہ غبی از فرق تا پا ہے حمار
سوچ لوے سوچنے والو کلب بھی وقت ہے
راہ حرماء چھوڑ دو رحمت کے ہو امیدوار
سوچ لو یہ ہاتھ کس کا تھا کہ میرے ساتھ تھا
کس کے فرماں میں مقصد پا گیا اور تم ہو خوار
بھی پکھا ایماں ہے یار و ہم کو سمجھائے کوئی
جس کلہر میداں میں بچل حرماء اور ذلت کی مار
میں خود رکھتا ہوں ان کے دیں اور ایماں سے عار
غل مچاتے ہیں کہ یہ کافر ہے اور دجال ہے

گریہی دیں ہے جو ہے ان کی خصائص سے عیاں

میں تو اک کوڑی کو بھی لیتا نہیں ہوں زینہار

جان و دل سے ہم ثارِ مددِ اسلام ہیں
لیک دیں وہ رہ نہیں جس پر چلیں اہل نقار
واہ رے جوشِ جہالت خوب دکھلائے ہیں رنگ
جھوٹ کی تائید میں حملے کریں دیوانہ وار
ناز مت کر اپنے ایماں پر کہ یہ ایماں نہیں
اس کو ہیرامت گماں کر ہے یہ سنگ کو ہسار
جبکہ ایماں کے تمہارے گند ہوں گے آشکار
پیٹنا ہو گا دو ہاتھوں سے کہ ہے ہے مر گئے
ہے یہ گھر گرنے پاے مغروف لے جلدی خبر
تانہ دب جائیں ترے اہل و عیال و ریشتہ دار
یہ عجب بدسمتی ہے کس قدر دعوت ہوئی
پر اُرتتا ہی نہیں ہے جامِ غفلت کا خمار
ہوش میں آتے نہیں سو سو طرح کوشش ہوئی

ایسے کچھ سوئے کہ پھر ہوتے نہیں ہیں ہوشیار

دن بُرے آئے اکٹھے ہو گئے قحط و ببا
اب تلک توبہ نہیں اب دیکھئے انجام کار
اب قیامت تک ہے اس امت کا قصور پر مدار
ہے غصب کہتے ہیں اب وحی خدا مفقود ہے

یہ عقیدہ برخلافِ گفتہ دادار ہے!
 پر اُتارے کون پرسوں کا گلے سے اپنے ہار
 وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
 اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار
 گوہر وحی خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر
 اک یہی دیں کیلئے ہے جائے عز و افتخار
 یہ وہ خوبیوں ہے کہ قربان اس پر ہو مٹک تثار
 یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں رونے نگار
 یہ وہ ہے مقام جس سے آسمان کے درکھلیں
 بس یہی اک قصر ہے جو عافیت کا ہے حصار
 بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے
 محض قصوں سے نہ ہو کوئی بشرطی وفا سے پار
 یہ وہ دانی کا آل بھی یہی اسلام میں

ہے یہی وحی خدا عرفانِ مولیٰ کا نشان
 جس کو یہ کامل ملے اُس کو ملے وہ دوستدار

واہرے باغِ محبت موت جس کی رہندر
 وصل یار اس کا شمر پر ارد گرد اس کے ہیں خار
 آیسے دل پر داعی لعنت ہے، ازل سے تا ابد
 جو نہیں اس کی طلب میں بخود و دیوانہ وار
 پر جو دنیا کے بنے کیڑے وہ کیا ڈھونڈیں اسے
 دیں اُسے ملتا ہے جو دیں کے لئے ہو بے قرار
 ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
 جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجم کار
 یادوہ دن جبکہ کہتے تھے یہ سب ارکان دیں
 مہدیٰ موعودِ حق اب جلد ہو گا آشکار

کون تھا جس کی تمبا یہ نہ تھی اک جوش سے

کون تھا جس کونہ تھا اُس آنیوالے سے پیار

پھر وہ دن جب آگئے اور چودھویں آئی صدی
 سب سے اول ہو گئے منکر یہی دیں کے منار

پھر مستحی وقت سے دشمن ہوئے یہ جگہ دار
 پھر مٹے کیونکر کہ ہے تقدیر نے نقشِ جدار
 میں نہیں مامور از بہر جہاد و کارزار
 اور کرتا جنگ اور دیتا غنیمت بیشمار
 پھر تو اس پر جمع ہوتے ایکدم میں صد ہزار
 آگ آتی گرنہ میں آتا تو پھر جاتا قرار
 قوم نے مجھ کو کہا کذاب ہے اور بد شعار
 ہاں مگر توبہ کریں باصد نیاز و انکسار
 ہے خدا کے حکم سے یہ سب تباہی اور تبار
 وہ خدا جس نے بنایا آدمی اور دیں دیا

وہ نہیں راضی کہ بے دینی ہوان کا کاروبار

بن ہے یہ دنیاء دُول طاعوں کرے اس میں شکار
 یہ جو ایماں ہے زبان کا، کچھ نہیں آتا بکار
 امن کی رہ پر چلو بن کو کرو مت اختیار
 کوئی ہے رُوبہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار
 ان دلوں کو خود بدل دے کے مرے قادر خدا
 تیرے آگے محو یا اثبات ناممکن نہیں
 جوڑنا یا توڑنا یہ کام تیرے اختیار

ٹوٹے کاموں کو بنادے جب نگاہِ فضل ہو
 پھر بنا کر توڑ دے اک دم میں کردے تار تار
 تو ہی گزری کو بنادے توڑ دے جب بن چکا
 تیرے بھیدوں کونہ پاوے سو کرے کوئی بچار
 جب کوئی دل ظلمتِ عصیاں میں ہووے بتلا
 تیرے بن روشن نہ ہووے گوچھے سورج ہزار
 اس جہاں میں خواہشِ آزادگی بے سود ہے
 اک تری قیدِ محبت ہے جو کردے رستگار
 دل وہ ہے جس کو نہیں بے دل بریکتا قرار
 دل جو خالی ہو گدا عشق سے وہ دل ہے کیا
 پس کرو اس نفس کو زیر و زبر از بہر یار
 فقر کی منزل کا ہے اول قدمِ نفی وجود
 تلخ ہوتا ہے شرجتک کہ ہو وہ ناتمام
 اس طرح ایماں بھی ہے جیتک نہ ہو کامل پیار
 تیرے مُنہ کی بھوک نے دل کو کیا زیر وزبر
 اے مرے فردوسِ اعلیٰ اب گرا مجھ پر نثار
 اے خدا آے چارہ سازِ درد ہم کو خود بچا
 ملتے ہیں مشکل سے ایسے سیب اور ایسے انار
 باغ میں تیری محبت کے عجب دیکھے ہیں پھل

تیرے بن اے میری جاں یہ زندگی کیا خاک ہے

ایسے جینے سے تو بہتر مر کے ہو جانا غبار

فضل پر تیرے ہے سب مہدِ عمل کا انحصار
 گرنہ ہو تیری عنایت سب عبادت بیٹھ ہے
 رہ میں حق کی قوتیں اُن کی چلیں بن کر قطار
 جن پہ ہے تیری عنایت وہ بدی سے دور ہیں
 جو ہوئے تیرے لئے بے برگ و بر پائی بہار
 چھٹے شیطان سے جو تھے تیری الفت کے اسیر
 جس کا دل اس سے ہے بریاں پا گیا ہا آبشار
 سب پیاسوں نکو تیرے مُنہ کی ہے پیاس

جس کو تیری دھن لگی آخر وہ تجوہ کو جاما۔ جس کو بے چینی ہے یہ وہ پا گیا آخر قرار

عاشقی کی ہے علامت گریہ و دامنِ دشت

کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہو اشکبار

تیری درگہ میں نہیں رہتا کوئی بھی بے نصیب
شرط رہ پر صبر ہے اور ترکِ نامِ اضطرار
میں تو تیرے حکم سے آیا مگر افسوس ہے
چل رہی ہے وہ ہوا جو رخنه اندازِ بہار
زندگی کیا خاک اُن کی جو کہ ہیں مُردار خوار
کوئی آسودہ نہیں ہُن عاشق و شیدائے یار
رُنگِ تقویٰ سے کوئی رُنگ نہیں ہے خوب تر
سوچڑ ہے سورج نہیں ہُن رُونے دلبر روشنی
اے مے پیارِ جہاں میں تو ہی، اک بینظیر
جوتے مجنوں حقیقت میں وہی ہیں ہوشیار
نقد پا لیتے ہیں وہ اور دوسرے امیدوار
کون کرتا ہے وفا ہن اُسکے جس کا دل فگار
کون دیوانہ بنے اس راہ میں لیل و نہار
غیر ہو کر غیر پر مرا کسی کو کیا غرض

کون چھوڑے خواب شیریں کون چھوڑے اکل و شرب

کون لے خارِ مغیلاں چھوڑ کر پھولوں کے ہار

عشق گے جس سے ہوں طے یہاں جگل پُر خطر
وہ جو کہتے تھے کہ ہے یہ خاتمة ناپائیدار
پر ہزار افسوس دنیا کی طرف ہیں جھک گئے

جسکو دیکھو آ جکل وہ شو خیوں میں طاق ہے
آہ رحلت کر گئے وہ سب جو تھے تقویٰ شعار
منبروں پر اُنکے سارا گالیوں کا وعظ ہے
مجلسوں میں انکی ہر دم سب و غیبت کار و بار

جس طرف دیکھو یہی دُنیا ہی مقصد ہو گئی

ہر طرف اُس کے لئے رغبت دلائیں پار بار

ایک کانٹا بھی اگر دیں کیلئے اُن کو لگے
چیخ کراس سے وہ بھاگیں شیر سے جیسے حمار
ہر زماں شکوہ زباں پر ہے اگر نا کام ہیں
دیں کی کچھ پروانہ ہیں دنیا کے غم میں سو گوار
میں فدائے یار ہوں گوتقہ کھینچے صد ہزار
لوگ کچھ با تیں کریں میری تو با تیں اور ہیں
اے میرے پیارے بتاؤ کس طرح خوشنود ہو
جustrح تو دور ہے لوگوں سے میں بھی دُور ہوں
نیک قلن کرنا طریقِ صالحانِ قوم ہے
لیک سو پردے میں ہوں اُن سے نہیں ہوں آشکار
بے خبر دونوں ہیں جو کہتے ہیں بدیا نیک مرد
اہن مریم ہوں مگر اتر انہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیقہ اور بے کارزار
ملک سے مجھ کو نہیں مطلوب جنگلوں سے ہے کام
کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار
تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام
ان کی شاہی میں میں پاتا ہوں رفاو روزگار
مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا

ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں

آسمان کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقاو

مملکِ روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظر
گو بہت دُنیا میں گذرے ہیں امیر و تاجدار

داغ لعنت ہے طلب کرنا ز میں کاعز و جاہ
جس کا جی چاہے کرے اس داغ سے وہ تن فگار

کام کیا عز یتے ہم کو شہر تو لے کیا غرض
گروہ ذلّت سے ہو راضی اُس پے سو عز یت نثار

ہم اُسی کے ہو گئے ہیں جو ہمارا ہو گیا
چھوڑ کر دُنیا یے دُول کو ہم نے پایا وہ نگار

دیکھتا ہوں اپنے دل کو عرش رب العالمین
قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اُترا مجھ میں یار

دوستی بھی ہے عجب جس سے ہوں آخر دوستی

آ ملی الفت سے الفت ہو کے دو دل پر سوار

دیکھ لومیل و محبت میں عجب تاثیر ہے
ایک دل کرتا ہے جھک کر دوسرے دل کو شکار

کوئی رہ نزدیک تر را محبت سے نہیں
ٹکریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشیت خار

اُس کے پانے کا بھی اے دستواک راز ہے
کیمیا ہے جس سے ہاتھ آ جائیگا زربے شمار

تیر اندازو! نہ ہونا سُست اس میں زینہار
تیر تاثیرِ محبت کا خطا جاتا نہیں

ہے یہی پانی کہ نکلیں جس سے صد ہا آبشار
ہے یہی اک آگ تا تم کو بچاوے آگ سے

اس سے خود آ کر ملے گا تم سے وہ یا رازل
اس سے تم عرفان حق پہنون گے پھولوں کے ہار

وہ کتابِ پاک و برتر جس کا فرقان نام ہے
وہ یہی دیتی ہے طالبِ کوشا رت بار بار

جن کو ہے انکار اس سے سخت ناداں ہیں وہ لوگ
آدمی کیونکر کہیں جب اُن میں ہے حق حمار

کیا بھی اسلام کا ہے دُوسرے دینوں پھر
کر دیا قصوں پے سارا ختم دیں کا کاروبار

مغیر فرقانِ مُطَهَّر کیا یہی ہے نُہِ خشک کیا یہی چوہا ہے نکلا کھود کر یہ کوہ سار

گر یہی اسلام ہے بس ہو گئی اُمت ہلاک

کس طرحِ رہ مل سکے جب دیں ہی ہوتا ریک و تار

مُنہ کو اپنے کیوں بگاڑانا اُمیدوں کی طرح فیض کے درکھل رہے ہیں اپنے دامن کو پسار

کس طرح کے تم بشر ہو دیکھتے ہو صدرنشاش پھر وہی ضد و تعصّب اور وہی کین و نقار

بات سب پوری ہوئی پر تم وہی ناقص رہے با غ میں ہو کر بھی قسمیت میں نہیں دیں کے شمار

دنکھلے لادہ ساری باتیں کسی پوری ہو گئیں جن کا ہونا تھا بعید از عقل و فہم و افتکار

اُس زمانہ میں ذرا سوچو کہ میں کیا چیز تھا جس زمانہ میں برا بیس کا دیا تھا اشتہار

پھر ذرا سوچو کہ اب چرچا مرا کیسا ہوا

کس طرح سرعت سے شہرت ہو گئی در ہر دیار

جانتا تھا کون کیا عزّت تھی پلک میں مجھے کس جماعت کی تھی مجھ سے کچھ ارادت یا پیار

تھے رجوعِ خلق کے اسباب مال و علم و حکم خاندانِ فقر بھی تھا باعثِ عزّ و وقار

لیکے ان چاروں سے میں محروم تھا اور نصیب ایک انساں تھا کہ خارج از حساب و از شمار

پھر رکھایا نام کافر ہو گیا مطعونِ خلق کفر کے فتوؤں نے مجھ کو کر دیا بے اعتبار

اس پہ بھی میکے خدا نے یاد کر کے اپنا قول مرجعِ عالم بنایا مجھ کو اور دیں کا مدار

سارے منصوبے جو تھے میری تباہی کیلئے کر دیئے اُس نے تبہ جیسے کہ ہو گرد و غبار

سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ آدمی کا کام ہے کوئی بتائے نظیر اس کی اگر کرنا ہے وار

مکرِ انساں کو مٹا دیتا ہے انسانِ دُگر پر خدا کا کام کب بگڑے کسی سے زینہار
مفتری ہوتا ہے آخر اس جہاں میں رویہ جلد تر ہوتا ہے برہم افtra کا کاروبار
افtra کی ایسی دُم لمبی نہیں ہوتی کبھی جو ہو مثلِ مُدّتِ فخر الرسل فخر الخیار

حرثوں سے میرا دل پُر ہے کہ کیوں منکر ہوتم

یہ گھٹا اب جُھوم جُھوم آتی ہے دل پر بار بار

یہ عجب آنکھیں ہیں سورج بھی نظر آتا نہیں کچھ نہیں چھوڑا حسد نے عقل اور سوچ اور بچار
قوم کی بد قسمتی اس سرکشی سے کھل گئی پر وہی ہوتا ہے جو تقدیر سے پایا قرار
قوم میں ایسے بھی پاتا ہوں جو ہیں دُنیا کے کرم مقصد انکی زیست کا ہے شہوت و حُمر و قمار
مکر کے مل چل رہی ہے اُن کی گاڑی روز و شب نفس و شیطان نے اُٹھایا ہے انہیں جیسے کہاں دیں کے کاموں میں تو ان کے لڑکھراتے ہیں قدم لیک دُنیا کے لئے ہیں نوجوان و ہوشیار

حِلت و حُرمت کی کچھ پروا نہیں باقی رہی

ٹھونس کر مردار پیلوں میں نہیں لیتے ڈکار

لافِ زہد و راستی اور پاپ دل میں ہے بھرا ہے زبان میں سب شرف اور نجّ دل جیسے چمار
اے عزیز و کب تلک چل سکتی ہے کاغذ کی ناؤ ایک دن ہے غرق ہونا بادو چشمِ اشکبار
جا و دلی زندگی ہے موت کے اندر نہاں گلشنِ دلبر کی راہ ہے وادیِ غربت کے خار
اے خدا کمزور ہیں ہم اپنے ہاتھوں سے اُٹھا ناقواں ہم ہیں ہمارا خود اُٹھا لے سارا بار
تیری قُدرت دیکھ کر دیکھا جہاں کو مُردہ وار تیری عظمت کے کر شے دیکھتا ہوں ہر گھڑی

پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے ہر زماں وہ کاروبار
میں ترے قرباں مری جاں تیرے کاموں پُثار
جس نے اک چمکار سے مجھ کو کیا دیوانہ وار
تیری قدرستے نہیں کچھُ ورگر پائیں سُدھار
گرنہ ہو پر ہیز کرنا جھوٹ سے دیں کاشعار
کام دھلانے جو تو نے میری نصرت کے لئے
کس طرح تو نے سچائی کو مری ثابت کیا
ہے عجب اک خاصیت تیرے جمالِ حسن میں
اے مرے پیارے ضلالت میں پڑی ہے میری قوم
مجھ کو کافر کہتے ہیں میں بھی انہیں مومن کہوں

مجھ پے آئے واعظ نظر کی یار نے تھھ پر نہ کی

حیف اُس ایماں پے جس سے گفر بہتر لاکھ بار

روضۂ آدم کہ تھا وہ نا مکمل اب تک میرے آنے سے ہوا کامل بھملہ برگ و بار
وہ خدا جس نے نبی کو تھا زرِ خالص دیا زیور دیں کو بناتا ہے وہ اب مثلِ سنار
دیں تو خود کھینچے ہے دل مثلِ بُت سیمیں عذار
تا اٹھا فے دیں کی رہ سے جو اٹھا تھا اک غبار
تا دکھا فے منگروں کو دیں کی ذاتی خوبیاں جن ہے ہوں شرمندہ جو اسلام پر کرتے ہیں وار

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں

وحشیوں میں دیں کو پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار

پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک مججزہ معنی رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار
نور لائے آسمائے خود بھی وہ اک نور تھے قومِ وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار
گرچہ نکلے روم کی سرحد سے یا از زنگبار

لے مگر پیارو! شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تثار
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دمار
نفس کو مارو کہ اُس جیسا کوئی دشمن نہیں
چیز کیا ہیں اُس کے آگے رُستم و اسفندیار
حس نے نفسِ دُوں کو ہمت کر کے زیر پا کیا
کمر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انگسار
گالیاں سُن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
چھوڑ دو ان کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار
تم نہ گھبراو، اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چُپ رہو تم دیکھ کر ان کے رسالوں میں ستم
دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدتِ گرمی کا ہے محتاج باران بہار
افترا ان کی نگاہوں میں ہمارا کام ہے
یہ خیال، اللہ اکبر، کس قدر ہے نابکار
خیر خواہی میں جہاں کی خون کیا ہم نے جگر

جنگ بھی تھی صلح کی نیت سے اور کیس سے فرار
پاک دل پر بدگمانی ہے یہ شقوط کا نشاں
اب تو آنکھیں بند ہیں دیکھیں گے پھر انجمام کار
جبکہ کہتے ہیں کہ کاذب پھولتے پھلتے نہیں
پھر مجھے کہتے ہیں کاذب دیکھ کر میرے ثمار
کیا تمہاری آنکھ سب کچھ دیکھ کر انڈھی ہوئی
کچھ تو اُس دن سے ڈرو یارو! کہ ہے رو زیثمار
آنکھ رکھتے ہو ذرا سوچو کہ یہ کیا راز ہے
کس طرح ممکن کہ وہ قدوس ہو کاذب کا یار

یہ کرم مجھ پر ہے کیوں کوئی تو اس میں بات ہے

بے سبب ہرگز نہیں یہ کاروبارِ کردگار

مجھ کو خود اس نے دیا ہے پشمہ تو چید پاک
 تا لگاوے از سر نو باغ دیں میں لالہ زار
 دوش پر میرے وہ چادر ہے کہ دی اُس یار نے
 پھر اگر قدرت ہے اے منکر تو یہ چادر اُتار
 خیرگی سے بدگمانی اس قدر اچھی نہیں
 ان دونوں میں جب کہ ہے شور قیامت آشکار
 ایک طوفان ہے خدا کے قہر کا اب جوش پر
 نوح کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار
 صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
 ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
 پُشتی دیوارِ دیں اور مامنِ اسلام ہوں
 نارسا ہے دستِ دشمن تا بفرق ایں جدار
 جاہلوں میں اس قدر کیوں بدگمانی بڑھئی
 کچھ بُرے آئے ہیں دن یا پڑھئی لعنت کی مار
 گچھ تو سمجھیں بات کو یہ دل میں ارمائیں رہا
 واہ رے شیطان عجب ان کو کیا اپنا شکار
 آئے کہ ہر دم بدگمانی تیرا کار و بار ہے
 دوسری قوت کہاں گم ہو گئی آئے ہوشیار
 میں اگر کاذب ہوں کذابوں کی دیکھوں گا سزا
 پر اگر صادق ہوں پھر کیا غذر ہے روزِ شمار

اس تعصّب پر نظر کرنا کہ میں اسلام پر

ہوں ندا پھر بھی مجھے کہتے ہیں کافر بار بار

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسمان سے وقت پر
 میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
 ہائے وہ تقویٰ جو کہتے تھے کہاں مخفی ہوئی
 سار بانِ نفسِ دُوں نے کس طرف پھیری مہار
 کیا وہ کر سکتا ہے جو ہو مُفتری شیطان کا یار
 کامِ جود کھلائے اس خلائق نے میرے لئے
 اب تک تم میں وہی خشکی رہی باحالی زار
 میں نے رو تے رو تے دامن کر دیا تر درد سے

ہائے یہ کیا ہو گیا عقولوں پر کیا پھر پڑے ہو گیا آنکھوں کے آگے اُن کے دن تاریک و تار
یا کسی مخفی گنہ سے شامتِ اعمال ہے
جس سے عقلیں ہو گئیں بیکار اور اک مردہ وار

گردنوں پر اُن کی ہے سب عام لوگوں کا گنہ جنکے عظوں سے جہاں کے آگیا دل میں غبار
ایسے کچھ بھولے کہ پھر نیاں ہوا گردن کا ہار وہ بدی آتی ہے اُس پر جو ہوا اُس کا کاشکار
سر پر مسلم اور مُخاری کے دیانا حق کا بار پھر حماقت ہے کہ رکھیں سب انہی پر انحصار
جبکہ ہم نے نورِ حق دیکھا ہے اپنی آنکھ سے جبکہ خود وہی خدا نے دی خبر یہ بار بار
پھر یقین کو چھوڑ کر ہم کیوں مگانوں پر چلیں تفرقہ اسلام میں نقوں کی کثرت سے ہوا
جس سے ظاہر ہے کہ راہِ نقل ہے بے اعتبار نقل کی تھی اک خطا کاری مسیحی کی حیات
صد ہزاراں آفتنیں نازل ہوئیں اسلام پر ہو گئے شیطان کے چیلے گردن دیں پر سوار

موتِ عیسیٰ کی شہادت دی خدا نے صاف صاف پھر احادیثِ مخالف رکھتی ہیں کیا اعتبار
گرمگماں صحت کا ہو پھر قابلٰ تاویل ہیں کیا حدیثوں کے لئے فرقاں پر کر سکتے ہو دار
وہ خدا جس نے نشانوں سے مجھے تمغہ دیا اب بھی وہ تابعید فرقاں کر رہا ہے بار بار

سر کو پیٹھ آسمان سے اب کوئی آتا نہیں
 عمر دنیا سے بھی اب ہے آگیا ہفتہم ہزار^۱
 اس کے آتے آتے دیں کا ہو گیا قصہ تمام
 کیا وہ تب آئے گا جب دیکھے گا اس دیں کام زار
 کشتنی اسلام بے لطفِ خدا اب غرق ہے
 اے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقولوں کے دار
 مجھ کو دے اک فوقِ عادت^۲ خدا جوش و پیش
 جس سے ہو جاؤں میں غم میں دیں کے اک بیانہ دار
 شعلے پہنچیں جس سے ہر دم آسمان تک بیٹھا
 وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملّت کیلئے
 مجھ کو دھکلائے بھار دیں کہ میں ہوں اشکبار
 اے خدا تیرے لئے ہر ذرہ ہو میرا فدا
 خاکساری کو ہماری دیکھ آئے داناۓ راز
 کام تیرا کام ہے ہم ہو گئے اب بے قرار

اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف
 نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار
 ایک فرقاں ہے جو شک اور ریبے وہ پاک ہے
 بعد اس کے ظریق غالب کو ہیں کرتے اختیار

۱۔ کتب سابقہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ عمر دنیا کی حضرت آدم علیہ السلام سے سات ہزار برس تک ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے کہ ان یوں مانعند رَبِّکَ گَالْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعَدُّونَ۔ یعنی خدا کا ایک دن تمہارے ہزار برس کے برابر ہے اور خدا تعالیٰ نے میرے دل پر یہ الہام کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک حضرت آدم سے اسی قدر مددت بحساب قمری گذری تھی جو اس سورۃ کے حروف کی تعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتی ہے اور اس کے روز سے حضرت آدم سے اب ساتواں ہزار بحساب قمری ہے جو دنیا کے خاتمہ پر دلالت کرتا ہے اور یہ حساب جو سورہ وَالْعَصْرُ کے اعداد ذکار لئے سے معلوم ہوتا ہے یہود و نصاریٰ کے حساب سے قریباً تمام و مکال ملتا ہے۔ صرف قمری اور سنسکریتی حساب کو ملحوظ رکھ لینا چاہیے اور ان کی کتابوں سے پایا جاتا ہے جو صحیح موعود کا چھٹے ہزار میں آنا ضروری ہے اور کئی برس ہو گئے کہ چھٹا ہزار گذر گیا۔ منه

پھر یہ نقلیں بھی اگر میری طرف سے پیش ہوں
تگ ہو جائے مخالف پر مجال کارزار
باغِ مر جھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب شتر
میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا شمار
مرہم عیسیٰ نے دی تھی مغض عیسیٰ کو شفا
میری مرہم سے شفایا گا ہر ملک و دیار

جھانکتے تھے نور کو وہ روزِ دیوار سے
لیک جب درگھنل گئے پھر ہو گئے شپر شعار

وہ خزانِ جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امید وار
پر ہوئے دیں کے لئے یہ لوگ مار آستین
دشمنوں کو خوش کیا اور ہو گیا آزردہ یار
غل چاٹتے ہیں کہ یہ کافر ہے اور دجال ہے
گو وہ کافر کہ کے ہم سے دُور تر ہیں جا پڑے
ہم نے یہ مانا کہ انکے دل ہیں پتھر ہو گئے
کیسے ہی وہ سخت دل ہوں ہم نہیں ہیں نا امید
پیشہ ہے رونا ہمارا پیش رپ ڈوالِ من
جن میں آیا ہے مسح وقت وہ منگر ہوئے
میں نہیں کہتا کہ میری جا ہے سب سے پاک تر
میں نہیں رکھتا تھا اس دعویٰ سے اک ذرہ خبر
کھول کر دیکھو برائیں کو کہتا ہو اعتبار

گر کہے کوئی کہ یہ منصب تھا شایان قریش

وہ خدا سے پوچھ لے میرا نہیں یہ کاروبار

مجھ کو بس ہے وہ خدا عہدوں کی کچھ پر وانہیں
 ہو سکے تو خود بنو مہدی بحکمِ کردار
 افتراعت ہے اور ہر مفتری ملعون ہے
 پھر عین وہ بھی ہے جو صادق سے رکھتا ہے نقار
 تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے
 سر زمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خشگوار
 ان نشانوں کو ذرہ سوچو کہ کس کے کام ہیں
 کیا ضرورت ہے کہ دھلاو غضب دیوانہ وار
 مُفت میں ملزمِ خدا کے مت بناؤ مُنکرو
 یہ خدا کا ہے نہ ہے یہ مفتری کا کاروبار

یہ فتوحاتِ نمایاں یہ تواتر سے نشاں

کیا یہ ممکن ہیں بشر سے کیا یہ مگاروں کا کار

ایسی سُرعت سے یہ شہرت ناگہاں سالوں کے بعد
 کچھ تو سوچو ہوش کر کے کیا یہ معمولی ہے بات
 مٹ گئے جیلے تمہارے ہو گئی ججت تمام
 کیا نہیں ثابت یہ کرتی صدقِ قول کردار
 جس کا چرچا کر رہا ہے ہر بشر اور ہر دیار
 اب کہو کس پر ہوئی اے مُنکر و لعنت کی مار
 کچھ نہیں ہے فتح میں طلبہ دل میں خوف ہار
 بندہ درگاہ ہوں اور بندگی سے کام ہے
 مٹ کرو بک بک بہت اُس کی دلوں پر ہے نظر
 دیکھتا ہے پا کی دل کو نہ باتوں کی سنوار
 دیں ہے مُنہ میں گرگ کے تم گرگ کے خود پاسدار
 کیسے پھر پڑ گئے ہے ہے تمہاری عقل پر

ہر طرف سے پڑ رہے ہیں دینِ احمد پر تبر

کیا نہیں تم دیکھتے قوموں کو اور ان کے وہ وار

۱۔ اب تک کئی ہزار خدا تعالیٰ کے نشان میرے ہاتھ پر ظاہر ہو چکے ہیں۔ زمین نے بھی میرے لئے نشاں دکھائے اور آسمان نے بھی اور دوستوں میں بھی ظاہر ہوئے اور شمنوں میں بھی جن کے کئی لاکھ انسان گواہ ہیں اور ان نشانوں کو اگر تفصیلًا جُد اجُد اشارہ کیا جائے تو قریباً ۹۰ سارے نشاں دس لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ فالحمد لله علی ذالک۔ منه

کون سے دل ہیں جو اس غم سے نہیں ہیں بے قرار
 کھا رہا ہے دیں طلبانچے ہاتھ سے قوموں کے آج
 کیا شیش الدین نہیں ہو جائے گا اب زیرِ غار
 دل گھٹا جاتا ہے یا رب سخت ہے یا کارزار
 کر گئے وہ سب دعائیں با دو چشمِ اشکبار
 کون ہی آنکھیں جو اُس کو دیکھ کر رو تی نہیں

لے خدا شیطان پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ

وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار

جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگِ روس اور جاپان سے
 میں غریب اور ہے مقابل پر حربی نامدار
 اے مری جاں کی پناہ فوجِ ملائک کو اُتار
 غم سے ہر دن ہورہا ہے بدتر از شب ہائے تار
 بات مشکل ہو گئی قدرتِ دکھا اے میرے یار
 اب ہماری ہے تری ذرگاہ میں یا رب پُکار
 ہم تو کافر ہو چکے ان کی نظر میں بار بار
 کیوں کریں گے وہ مددان کو مدد سے کیا غرض
 پر مجھے رہ رہ کے آتا ہے تعجبِ قوم سے
 شکرِ اللہ میری بھی آہیں نہیں خالی گئیں
 اس طرف طاعونِ خونی کھا رہا ہے ملک کو

دوسرے منگل کے دن آیا تھا ایسا زلزلہ جس سے اک محشر کا عالم تھا بصد شور و پکار

ایک ہی دم میں ہزاروں اس جہاں سے چل دیئے

جس قدر گھر گرنے اُن کا کروں کیونکر شمار

یا تو وہ عالیٰ مکاں تھے زینت وزیب جلوس یا ہوئے اک ڈھیرائیوں کے پُراز گرد و غبار

حشر جس کو کہتے ہیں اک دم میں برپا ہو گیا ہر طرف میں مرگ کی آواز تھی اور اضطرار

دَبَ گئے نیچے پھاڑوں کے کئی دیہات و شہر مر گئے لاکھوں بشر اور ہو گئے دُنیا سے پار

اس نشاں کو دیکھ کر پھر بھی نہیں ہیں نرمِ دل پس خدا جانے کہاب کس حشر کا ہے انتظار

وہ جو کھلاتے تھے صوفی کیس میں سب سبھ گئے کیا یہی عادت تھی شیخ غزنوی کی یادگار

کہتے ہیں لوگوں کو ہم بھی زبدۃ الابرار ہیں!

پڑتی ہے ہم پر بھی کچھ کچھ دھی رحمان کی پھوار

پر وہی نافہم ملہم اول الاعداء ہوئے آگیا چرخ بریں سے ان کو تکفیروں کا تار

سب نشاں بیکاراں کے بغض کے آگے ہوئے ہو گیا تیر تعصباً ان کے دل میں دار پار

دیکھتے ہر گز نہیں قدرت کو اس ستار کی گوسناؤیں اُن کو وہ اپنی بجا تے ہیں ستار

صوفیا! اب بیٹھ ہے تیری طرح تیری تراہ آسمان سے آگئی میری شہادت بار بار

قدرتِ حق ہے کتم بھی میرے دشمن ہو گئے یا محبت کے وہ دین تھے یا ہوا ایسا نقار

دھوڈیئے دل و سارے صحبتِ دیریں کے رنگ پھول بن کر ایک مددت تک ہوئے آخر کو خار

جس قدر نقید تعارف تھا وہ کھو بیٹھے تمام آہ! کیا یہ دل میں گذر، ہوں میں اس سے دلفگار

آسمان پر شور ہے پر کچھ نہیں تم کو خبر
دن تو روشن تھا مگر ہے بڑھ گئی گرد و غبار

اک نشان ہے آئیوا لاؤ ج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر اور مرغزار

اک بہمن سے نہ یہ ہو گا کہ تاباند ہے ازار
اے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب

کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحیر
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے

نا لیاں خون کی چلیں گی جیسے آب رود بار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر وزیر

رات جو رکھتے تھے پوشائیں بر نگ یا سمن
صح کر دے گی انہیں مثل درختان چنار

۱۔ تاریخ امروزہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء

۲۔ خدا تعالیٰ کی وجی میں زلزلہ کا بار بار لفظ ہے اور فرمایا کہ ایسا زلزلہ ہو گا جو نمونہ قیامت ہو گا بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو کہنا چاہیے جس کی طرف سورۃ اذَا ۝ لِزِلَّتِ الْأَرْضُ ۝ لِزْلَالَهَا اشارہ کرتی ہے لیکن میں ابھی تک اس زلزلے کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ ہے بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا ناظرہ دکھلا دے جس کی نظری کہی اس زمانے نہ دیکھی ہو۔ اور جانوروں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے۔ ہاں اگر ایسا فوق العادت نشان طاہر ہے، تو اور لوگ کھل طور پر اپنی اصلاح بھی نہ کریں تو اس صورت میں میں کاذب ٹھہروں گا۔ مگر میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ شدید آفت جس کو خدا تعالیٰ نے زلزلہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے صرف اختلافِ مذہب پر کوئی اثر نہیں رکھتی اور نہ ہندو یا عیسائی ہو نیکی وجہ سے کسی پر عذاب آ سکتا ہے اور نہ اس وجہ سے آ سکتا ہے کہ کوئی میری بیعت میں داخل نہیں۔ یہ سب لوگ اس تشویش سے محفوظ ہیں۔ ہاں جو شخص خواہ کسی مذہب کا پابند ہو جرائم پیش ہونا اپنی عادت رکھے اور فسق و فجور میں غرق ہو اور زانی، خونی، چور، ظالم اور ناحق کے طور پر بد اندر لیں، بدبازی اور بد چلن ہو اس کو اس سے ڈرنا چاہیے اور اگر تو بہ کرے تو اس کو بھی کچھ غم نہیں اور مخلوق کے نیک کردار اور نیک چلن ہونے سے یہ عذاب مل سکتا ہے۔ قطعی نہیں ہے۔ منه

(بلیں)

ہوش اڑ جائیں گے انساں پرندوں کے حواس
 بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار
 راہ کو بھولیں گے ہو کر مست و بیخود را ہوار
 خون سے مُردوں کے کوہستان کے آب روائی
 صفحیل ہو جائیں گے جیسے ہو شرابِ انجبار
 زار بھی ہو گا تو ہو گا اُس گھٹری باحالی زار
 اک نمونہ تھر کا ہو گا وہ ربائی نشاں
 ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس
 اس پر ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار
 وہی حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا

یہ گماں مت کر کہ یہ سب بد گمانی ہے معاف
 قرض ہے والپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار



درسِ توحید

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
 جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اُس میں وہ کیا نہیں
 سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی
 جب چاند کو بھی دیکھا تو اُس یار سا نہیں
 واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
 سب موت کا شکار ہیں اُس کو فنا نہیں
 سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
 ڈھونڈو اسی کو یارو! بتوں میں وفا نہیں
 اس جائے پُر عذاب سے کیوں دل لگاتے ہو
 دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستان سرا نہیں



پیش گوئی جنگِ عظیم

وہ تو اک لقمه تھا جو تم کو کھلایا ہے نہار
جس کی دیتا ہے خبر فرقاں میں رحمان بار بار
جس سے قیمہ بن کے پھر دیکھیں گے قیمہ کا بگھار
پاک کر دینے کا تیر تھ کعبہ ہے یا ہر دوار
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار
فوقِ عادت ہے کہ سمجھا جائے گا روزِ شمار
اُس بلا سے وہ تو ہے اک حشر کا نقش و نگار
سُست کیوں بیٹھے ہو جیسے کوئی پی کر کو کنار
جس سے پڑ جائیگی اک دم میں پہاڑوں میں بُغار
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
شادیاں کرتے تھے جو پیشیں گے ہو کر سو گوار
پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو اک جائے غار
جس قدر جانیں تلف ہوں گی نہیں ان کا شمار
اُن کو جو جھکتے ہیں اس درگہ پہ ہو کر خاکسار
وہ جو ہے دھیما غصب میں اور ہے آمر زگار

یہ نشانِ ززلہ جو ہو چکا منگل کے دن
اک ضیافت ہے بڑی اے غالفو کچھ دن کے بعد
فاسقوں اور فاجروں پر وہ گھڑی ڈشوار ہے
خوب کھل جائیگا لوگوں پکہ دیں کس کا ہے دیں
وہی حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ ززلہ
کچھ ہی ہو پر وہ نہیں رکھتا زمانہ میں نظر
یہ جو طاعوں ملک میں ہے اسکو کچھ نسبت نہیں
وقت ہے توبہ کرو جلدی مگر کچھ رحم ہو!
تم نہیں لو ہے کے کیوں ڈرتے نہیں اس وقت سے
وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
ایک دم میں غم کدے ہو جائیں گے عشرت کدے
وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصر بریں
ایک ہی گردش سے گھر ہو جائیں گے مٹی کا ڈھیر
پر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈر نہیں
یہ خوشی کی بات ہے سب کام اُس کے ہاتھ ہے

کب یہ ہوگا؟ یہ خدا کو علم ہے پر اس قدر
”پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی“
یاد کر فرقاں سے لفظِ زُلْزَلُتُ زِلْزَالَهَا
سخت ماتم کے وہ دن ہونگے مصیبت کی گھڑی
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائینگے
انبیاء سے بعض بھی آئے غالو! اچھا نہیں
کیوں نہیں ڈرتے خدا سے کیسے دل اندر ہے ہوئے
یہ نشانِ آخری ہے کام کر جائے مگر
آسمان پر ان دونوں قبرِ خدا کا جوش ہے
اس نشاں کے بعد ایماں قبلِ عزت نہیں
اس میں کیا خوبی کہ پڑ کر آگ میں پھر صاف ہوں
اب تو نرمی کے گئے دن اب خدا نے خشیگیں
اُس گھڑی شیطان بھی ہو گا سجدہ کرنے کو کھڑا
۔ یاد رہے کہ جس عذاب کے لئے یہ پیشگوئی ہے اُس عذاب کو خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ کے لفظ سے بیان کیا
ہے اگرچہ بظاہر وہ زلزلہ ہے اور ظاہر الفاظ یہی بتاتے ہیں کہ وہ زلزلہ ہی ہوگا، لیکن چونکہ عادتِ الٰہی میں
استغارات بھی داخل ہیں اس لئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ غالباً تو وہ زلزلہ ہے ورنہ کوئی اور جانگدراز اور فوق
العادت عذاب ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے اور اس کی بار بار شائع کرنے کی اسی وجہ سے ضرورت
پیش آئی ہے جو پہلے زلزلہ کی خبر جو اچھی طرح شائع نہیں کی گئی اس سے بہت سی جانوں کا نقصان ہوا اس لئے
میں نے مناسب سمجھا کہ دوسرا پیشگوئی میں جو زلزلہ کے بارے میں ہے جہاں تک میری طاقت ہے لوگوں
کو خبر کر دوں تا شاید میری بار بار کی اشاعت سے لوگوں کے دل میں صلاحیت کا خیال پیدا ہو جائے اور اس
عذاب کے ٹلنے کے لئے اس بات کی ضرورت نہیں کہ کوئی عیسائی ہو یا ہندو یا مسلمان ہو یا کوئی شخص ہماری
بیعت کرے۔ ہاں یہ ضرورت ہے کہ لوگ نیک چلنی اختیار کریں اور جرامِ پیشہ ہونا چھوڑ دیں۔ منه

یا اگر ممکن ہو اب سے سوچ لوراہ فرار
 پھرتا ہے آنکھوں کے آگے وہ زماں وہ روزگار
 تم تو خود بنتے ہو قبر ڈالا ہمن کے خواستگار
 کیوں پھر جاتے ہو اس کے حکم سے دیوانہ وار
 پر نہیں ان خشک دل لوگوں کو خوف کر دگار
 گرد نیں جھک جائیں جس سے اور مکذب ہوں خوار
 جس سے دیکھے تیرے چہرے کو ہر اک غفلت شعار
 پھر بدلتے گلشن و گلزار سے یہ دشت خار
 پر کسی ڈھب سے تزلزل سے ہو مللت رستگار
 بے بسی سے ہم پڑے ہیں کیا کریں کیا اختیار
 دیں کا گھرویاں ہے اور دنیا کے ہیں عالی منار
 آنکھ میں اُن کی جو رکھتے ہیں زر و عز و وقار
 دیں سے ٹھٹھا اور نمازوں روزوں سے رکھتے ہیں عار
 موجبِ نجوت ہوئی رفتگت کتھی اک زہر مار
 فخر کی کچھ جانہیں وہ ہے متاعِ مستعار
 ہے یہی غم میرے دل میں جس سے ہوں میں دل فگار

اے مرے پیارے مجھے اس سیلِ غم سے کر رہا
 ورنہ ہو جائے گی جاں اس درد سے تجوہ پر نثار

بدنِ ظن سے بچو

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے تو پھر کیوں ظن بد سے ڈر نہیں ہے کوئی جو ظن بد رکھتا ہے عادت بدی سے خود وہ رکھتا ہے ارادت نہ اہلِ عفت و دیں کا ہے پیشہ گمان بد شیاطین کا ہے پیشہ تمہارے دل میں شیطان دے ہے بنجے اسی سے ہیں تمہارے کام کچے وہی کرتا ہے ظن بد بلا رَیب وہ فاسق ہے کہ جس نے رہ گنوایا نظر بازی کو اُک پیشہ بنایا مگر عاشق کو ہرگز بد نہ کہیو! اگر عشق کا ہو پاک دامن مگر مشکل یہی ہے درمیاں میں تمہیں یہ بھی سُناؤں اس بیان میں وہ عاشق ہے کہ جس کو حبِ تقدیر محبت کی کماں سے آ لگا تیر نہ شہوت ہے نہ ہے کچھ نفس کا جوش ہوا اُفت کے پیانوں سے مدھوش لگی سینہ میں اُس کے آگ غم کی نہیں اس کو خبر کچھ چیخ و خم کی

ہجوم مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق

ذیل میں جو نظم درج کی جاتی ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک صاحب شیخ محمد بخش رئیس کریانوالہ ضلع گجرات کو لکھ کر عطا فرمائی تھی جبکہ وہ سخت مالی مشکلات میں مبتلا تھے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ اصلوٰۃ والسلام کی دُعا کے طفیل ان کی تکالیف دُور کر دیں۔

اک نہ اک دن پیش ہو گا توفنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے
چھوڑنی ہو گی تجھے دُنیا نے فانی ایک دن ہر کوئی مجبور ہے حکم خدا کے سامنے
مستقل رہنا ہے لازم اے بشرط تجھ کو سدا رنج و غم یاس و آلم فکر و بلا کے سامنے
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے بارگاہ ایزدی سے تو نہ یوں ما یوس ہو
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روایہ کے سامنے حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
سر جھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی
چاہیے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے
راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پھر کی لعل بے بہا کے سامنے



متفرق اشعار

۱۔ نہیں محصور ہرگز راستہ قدرت نمائی کا
خدا کی قدرتوں کا حصر دعویٰ ہے خدائی کا



۲۔ قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ملتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے



۳۔ جس نے پیدا کیا وہی جانے
دوسرा کیونکر اُس کو پہچانے
غیر کو غیر کی خبر کیا ہو
نظر دُور کارگر کیا ہو



۱۔ براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ ۱۸۸۳ء

۲۔ اشتہار اعلان مطبوعہ ریاض ہند امر تر ۲۲ رمارچ ۱۸۸۲ء

۳۔ نُرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۸۷ مطبوعہ ۱۸۸۶ء

۴۔ ہم نے اُفت میں تری بار اُٹھایا کیا کیا
تچھ کو دکھلا کے فلک نے ہے دکھایا کیا کیا



۵۔ جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا
آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا
شکر للہ! مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل
کیا ہوا گر قوم کا دل سنگ خارا ہو گیا



۶۔ پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہو گا!
قدرتِ حق کا عجب ایک تماشا ہو گا
جھوٹ اور بھج میں جو ہے فرق وہ پیدا ہو گا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رُسوا ہو گا!



۷۔ لوگوں کے بُغضوں سے اور کینوں سے کیا ہوتا ہے
جس کا کوئی بھی نہیں اُس کا خدا ہوتا ہے
بے خدا کوئی بھی ساتھی نہیں تکلیف کے وقت
اپنا سایہ بھی اندھیرے میں جُدرا ہوتا ہے

۴۔ اشتہارِ حکمِ اخیار و اشرار (سرمهِ چشم آریہ) مطبوعہ ۱۸۸۶ء

۵۔ ازالہ و ہام حصہ دوم صفحہ ۲۲۵ مطبوعہ ۱۸۹۱ء

۶۔ آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۸۱ مطبوعہ ۱۸۹۳ء

۷۔ حاشیہ اشتہارِ معیارِ الْاخیار و الْاَشْرَار مطبوعہ ۱۸۹۳ء

-۸ جس کی تعلیم یہ خیانت ہے

ایسے دیں پر ہزار لعنت ہے



-۹ دوستو اک نظر خدا کے لئے

سید الخلق مصطفیٰ کے لئے



-۱۰ کوئی جو مُردوں کے عالم میں جاوے

وہ خود ہو مُرداہ تب وہ راہ پاوے

کہو زندوں کا مُردوں سے ہے کیا جوڑ

یہ کیونکر ہو کوئی ہم کو بتاوے



-۱۱ مر گیا بدجنت اپنے وار سے

کٹ گیا سر اپنی ہی توار سے

کھل گئی ساری حقیقت سیف کی

کم کرو اب ناز اُس مُردار سے



۸۔ آری دھرم صفحہ ۲۵ مطبوعہ ۱۸۹۵ء

۹۔ اشتہار مُسْتَقِنًا بِوَحْيِ اللّٰهِ الْقَهَّارِ / جزوری ۱۸۹۷ء

۱۰۔ اصلاح صفحہ ۱۲۳۔ مطبوعہ ۱۸۹۹ء

۱۱۔ نزول المُسِّیح صفحہ ۲۲۷۔ مطبوعہ ۱۹۰۹ء

کسے کافر ہیں مانتے ہی نہیں
 ۱۲۔ ہم نے سو سو طرح سے سمجھایا
 اس غرض سے کہ زندہ یہ ہوویں
 ہم نے مرتبا بھی دل میں ٹھہرایا
 بھر گیا باغ اب تو پھولوں سے
 آؤ ٹبلیل چلیں کہ وقت آیا



جب سے اے یار! تجھے یار بنایا ہم نے
 ۱۳۔ ہر نئے روز نیا نام رکھایا ہم نے
 کیوں کوئی خلق کے طعنوں کی ہمیں دے دھمکی
 تو سب نقش دل اپنے سے مٹایا ہم نے



اگر وہ جاں کو طلب کرتے ہیں تو جاں ہی سہی
 بلا سے کچھ تو نپٹ جائے فیصلہ دل کا
 اگر ہزار بلا ہو تو دل نہیں ڈرتا
 ذرا تو دیکھئے کیسا ہے حوصلہ دل کا



۱۵۔ وقت تھا وقت مسیحاء، نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا



۱۶۔ چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کبھی قبول ہے آج



alislam.org/urdu

الہامی اشعار

۱۔ کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا



۲۔ قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے



۳۔ کافر جو کہتے تھے وہ نگوں سار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے



۴۔ دشمن کا بھی خوب وار نکلا
تس پر بھی وہ وار پار نکلا



۱۔ نائیل پریج فتح اسلام مطبوعہ ۱۸۹۰ء
۲۔ ضمیمه تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۲۷ مطبوعہ ۱۹۰۲ء

۳۔ الحمد للہ اپریل ۱۹۰۲ء

۵۔ قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بنادے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اُس کا بھید نہ پاوے



۶۔ برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے



alislam.org/urdu

الہامی مصروع

- ۱۔ ہے سر راہ پر تمہارے وہ جو ہے مولیٰ کریم
- ۲۔ پھر بہار آئی خُدا کی بات پھر پوری ہوئی
- ۳۔ گشتیاں چلتی ہیں تا ہوں گشتیاں
- ۴۔ پھر بہار آئی تو آئے شلخ کے آنے کے دن
- ۵۔ پاک محمد مُصطفیٰ نبیوں کا سردار
- ۶۔ بے ٹوں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو
- ۷۔ عشقِ الٰہی وَسَّے مُنْه پر ولیاں ایہہ نشانی
- ۸۔ جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

- | | |
|---|----------------------------|
| ۱۔ اخبار بدر۔ ۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء | ۲۔ اخبار بدر۔ ۱۹۰۵ء |
| ۳۔ اخبار بدر۔ ۷ اگسٹ ۱۹۰۶ء | ۴۔ اخبار بدر۔ ۱۹۰۶ء |
| ۵۔ براہینِ احمدیہ چہار حصہ صفحہ ۵۲۲ ۱۹۰۳ء | ۶۔ اخبار بدر۔ ۸ اگسٹ ۱۹۰۳ء |
| ۷۔ اخبار بدر۔ ۱۲ اپریل ۱۹۰۳ء | |

-
- ۹۔ پر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈر نہیں
- ۱۰۔ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
- ۱۱۔ بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
- ۱۲۔ چمک دکھاؤں گا تم کو اس نشان کی پنج بار
- ۱۳۔ زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھری باحال زار



alislam.org/urdu

-
- ۹۔ اخبار بدر امریٰ ۱۹۰۵ء
- ۱۰۔ اخبار حکم ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء
- ۱۱۔ مطبوعہ ۱۹۰۱ء منقول از بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین
- ۱۲۔ تخلیقات الہیہ صفحہ حقیقتہ الوجی صفحہ ۹۳ حاشیہ
- ۱۳۔ برائین احمد یہ حصہ چشم صفحہ ۱۲۰